

مُوَفَّقُ الرَّحْمَنِ

تذکرہ مقطعات اردو سے اجسام تار سنج



حسن شعیب وزیبا لطیف وادان سادت اقران

مطبعہ نغمہ شعیب لکھنؤ مطبعہ نغمہ شعیب



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ الاطهار و اصحابہ الکبار سرایا تصور
عبد الغفور متخلص بہ قلم خدمت ارباب فن میں گذارش کر ہے کہ ایک دن مجمع احباب میں
ہر قسم کے شعر پڑھے جاتے تھے اس میں خیال آیا کہ اگر شعراے متقدمین و متاخرین زبانِ سخن
کے مقدمات حمد و جہان تک دستیاب ہوں بقید ردین جمع کرو جائیں تو مجلس از نام نشانِ شاعر
بھی بقیدِ حود و نہ بھی ہر ردین میں تحریر پائیں تو ایک معقول یادگار رہ جائے گا کہ کسی نے آج تک
ایسا تذکرہ جمع کیا نہیں اس پر اقم نے کمر بستہ جیت باندھی اور تھوڑے عرصہ میں بہت سے
بروان اور تذکرہ سے چن کر قریب آٹھ پانسو قطعوں کے جمع کیا اور نام تاریخی اسکا
قطعہ منتخب رکھا مکتبہ مہمان زمان و خردہ بنیان دوران سے امید ہے کہ اگر کہیں غلطی پائیں
مکتبہ چینی سے باز آئیں اور خردہ بنی سے ماتمہ اوٹھائیں مصرعہ کہ پہنچنے بشرِ خالی از خطا ہو

ردیف الف

آثر متخلص سید محمد میر دہلوی حضرت خواجہ میر درد و قدس سرہ کی چوٹے مہائی شعرا کے نہایت
عاشقانہ و درود مند اندھونے ہیں دیوان اور شبنوی انکی نظر سے گذری

<p>یون حال اپنا تباہ کرنا پیر اور بتوں کی چاہ کرنا</p>	<p>کیا کیسے اثر تو ابھی تک دیکھ جی بکلی بس خدا خدا کر</p>
<p>اس شخص کا اصل مرزا حسن علی دہلوی تلمیذ ضیا وسود انوار ہفت الدولہ بہار دار کی سرکار میں صیغہ شاعری میں ملازم تھے خوشنویسی اور نگہ کوئی بیان میں مشہور تھے دیوان انکا نظر اقسام سے گذرا</p>	<p>آشنا مطلب ہی کا دکھا جسے دیکھا ہو یا آشنا ہر ایک کو سمجھا نہ کہتے ہوں میں</p>
<p>اس زمانے میں نہیں کوئی کیا آشنا فہم ہے گر تجھ کو ہو میرے سخن کا آشنا</p>	<p>آخر شخص کا قاضی محمد صادق خان مرحوم ولد قاضی نعل محمد منظور پشندہ ہو گلی شاگرد مرزا قتیل لکنو و اطراف لکنو میں جویشہ عمدہ جلیلہ پر بلاور ہے محامد حیدریہ و دیوان فارسی ورخیہ گنج سیخ وند کردہ افتاب عالم تاب و شتوی سرہ پاسور وغیرہ بہت سے تصنیفات و تالیفات ان کے مشہور ہیں زبان فارسی وار و کو خوب جانتے تھے فن شعبہ میں کمال تھا کیا اگر مشہور تھے اور بہت سے فنون میں دخل رکھتے تھے نظم و شراکی مناسبت مرغوب ہے انکا دیوان و شتوی و محامد حیدریہ نظر سے گزری ۔</p>
<p>دکھلا کے باغ سنبر نواب و عذاب کا معلوم ہو گا حشر میں پینا شراب کا پر کیا کروں کہ ہے ابھی عالم شباب کا لیکن نہ کیجئے مجھے مور بختاب کا اور کوئی بھی محفل نہو باعث حباب کا یہ ریش جس پہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا وے ذالضہ زبان کو دہن کے لعاب کا گر بی بجا سے بلید یہ پیالہ شراب کا گر کچھ بھی خون نہ کیجئے روز حساب کا فائل نہیں ہے قبل کسی شیخ و شاب کا</p>	<p>کل شیخ نیک مجتہد عطر ساقی کئے لگا زراہ تجتہ مجھے بلطف ہیئے کہا کہ میں بھی ہوں یہ خوب جانتا گستاخی ہو معاف تو اک عرض میں کروں میا ہو اور گنج باغ ہوسا فی ہوامہ و شش گردن میں ہاتھ ڈال کے وہ شیخ و حباب کھنچ اوسکو اور اپنے ملا کردہ شہ سے منہ شنت سے یوں کہے کہ ہمارا ابو ہے اوسوقت میں سلام کروں قبلہ آپ کو اور انخان بغیر تو یہ آپ کا غلام</p>

تعلیق

آزاد و مخلص کبیر الکریم تندرہ بیڈری بن سترجیس ہیدری شاگرد نواب زین العابدین خان عارف سرکار الوریہ عہدہ کبیرانی پر مامور ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

ہنہ جو آنکھ کا رگڑ کر دیکھ	حسن کوں شک ماہ کامل کا
رخ روشن پر جم گئی ستی	سب کو ناحی گمان ہے تل کا

اسیر تحکیم میر مظفر علی خطاب تندرہ والدہ ولد سید محمد علی باشندہ قصبہ ایٹھی مقیم ملک نوشاگرد مصحفی و امجد علی شاہ اووہ کے ملازمون میں ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا ذکر ہے اور ساتھیوں کا	چوڑا دل نے بھی ساتھ اپنا
تنگ آنے میں سخت ان توں سے	تیر کے تلے بھی ہاتھ اپنا

اشفقتہ تحکیم حاجی عبداللہ ولد عبدالحسین باشندہ سلسلہ شاگرد حضرت ضیاء راقم کے احباب میں ہیں

وہی عالم اچھا تھا اشفقتہ صہب	وجود و عدم کا نہ رنج و محن تھا
نہ سہتی کا نام و نشان نہاؤں کچھ	نہ ہم تو نہ دل نہ غم جان و تن تھا
نہ خون قیامت نہ تشویش و نیا	نہ مرگ اور نہ سودا و گور و کفن تھا
نہ سر تھا نہ شور و خون کی پریشانی	نہ دل تھا نہ اوس کا یہ دیوانہ بن تھا
کیلی آنکھ خواب عدم سے نو دیکھا	اجل ہرچہ اور روبرو گور کن تھا

احصاف تحکیم وزیر الممالک نواب تحکیم خان مرزا امانی آصف الدولہ صاحب در خلعت نواب وزیر شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مسکن و مدفن کلکتہ میں انتقال کیا تیر اندازی میں خوب دخل رکھتے تھے انکے محالہ و مکارم کا حال اظہر من الشمس ہے حاجت بیان نہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

آج بیمار کو پر دیکھا تھا نیلے تیرے	وہی بیتابی تھی جی کی وہی گہرا ناتھ
کوئی ظاہر میں تو اتنا نہیں بھینے کے	مرض عشق میں میں پہلے ہی بیجا ناتھ

اظہر می تحکیم محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا گلخان و بلوچی کچھ روزوں میں اس میں وہاں سے کلکتہ میں آکر پیر شاہ جہان آباد کو پہنچے

کسی دن ہین کہ یار نے مجھے	ربط بار و گر کب پیدا
شکر تیرا نہ میرے	اظفری کچھ اثر کب پیدا
افسوس محکم جس میر شیر علی غلٹ میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان بمالی جاہ باشندہ نازنوں میر حیدر علی حیران اور میر سوز سے کسب سخن کرتے تھے آخر ایام بین اشرف البلاد کلکتہ میں آکر فورٹ ولیم کالج کی منتشی گری میں مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی کی گلستان کو اردو میں ترجمہ کیا ہے ترجمہ مذکورہ اور دیوان انکا نظر سے گذر ا	
تو اوجھتا ہے جو مجھے سخن ناحق پر	مگر انصاف ہے اس دور سے اوجہاں تھا
غیر کے ملنے کی کہا تا نہیں ہے آپ قسم	مجھے کہتا ہے تو اس بات پر قرآن اوتھا
ولہ	
میںے کہا کل اوس سے کہ افسوس نا تو انا	مابوس ہو کے کوچے سے تیرے چلا گیا
کہنے لگا کہ جانے سے اوس کے کہو بے غم	سودائی اسطر حکا جو یاں سے گیا گیا
ولہ	
ترے ہمار کو طبیبوں نے	دیکھ کر غم سے سر کو دے مارا
اور کہا ایک آہ بر کر یوں	کچھ خدا ہی سے اسکا ہو چارہ
امانت محکم سپد آغا حسن غلٹ میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد و لکیر مرید گو لکھنویوں کے انداز میں ہے اچھا کہتے ہیں شہداء ہجری میں انتفا ل کب کلیات انکا نظر سے گذر ا	
آنکھوں میں ہے پیر تاسخ و صل کا عالم	اندیشہ رقیبوں کا نہ اغیار کا دہر کا
سونا کسی نہ روکا لیکر وہ گلے سے	ٹھنڈی ڈھو اسچ کی وہ نور کا ٹر کا
انشا محکم میر انشا، اللہ خان غلٹ حکیم ہاشم اللہ خان مصدر دہلوی بخئی الاصل تھے مولد انکا مرشد آباد مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مصاحبوں میں تھے بہت سی زبانوں سے واقف تھے اور بہت سے فنون میں دخل	

رگتے تھے مشکل فانیوں میں شمع غایتقا نہ خوب کتے تھے مشہور ہے کہ کچھ روز وہ
میان مصحفی سے اصلاح لیکر خرف ہو کر اونکی جو لکھی تھی میان منتظر نے اسکا جواب لکھ
کلیات اسکا نظر سے گذرا

استعد اوٹنے پہ بیٹھے تو مرو گھر میں کہرت تب لگے کوٹ کے ماتھو کو یہ کہنے سے ہے کیا برسنا تھا اسے میر جوئی گھر جاؤ وقت	بوندین پرنے لگین اور ابرساک جہا آ بجے رہنا ہی پڑا تھر یہ کیا آ اسیے کس گھڑی بادل یہ نگوڑا آ
--	---

ولہ

اتو نادان ہو سنا چا ہو سو میا رے کھلو آخرش ہو گے جوان پھر تو کسے بہا لگیا	پہر تہین ہو ویکانقصان یہ گالی دین چندر روز اور ہی مہمان یہ گالی دین
--	--

ولہ

گو وقت سحر جاسے ہوتا ہے یہ ارشاد پہر شام کو آئے تو کہا صبح کو یون ہی	ہے وقت ملاقات سرشام ہمار رہتا ہے سدا آپ پہ الزام ہمار
---	--

تجلی محاکص میر حسین عرف میر حاجی دھسوی خلعت میر محمد حسین کلیم خواہرزا
میر تقی بڑے ظرفیت تھے لیلی و محبوبون کا قصہ ریختہ میں نظم کیا ہے دیوان اب
نظم سے گزرا

وار فککان عشق کا سن حال ہنشین توٹے سے ایک قہر نظر آگئی مجھے اک بیکسی سے اوس پہرے تھے دھیکر ناگہ سرانے کی جو طرف جا پڑی نگاہ اسے دردمند عشق جو اید ہرے نکلیے تو دوبول لکڑے بہن نصیحت کے واسطے زہنا رول کے جانے کو مت سہل جانیو دیوانہ پن ہی جانتا اپنا رفیق اوسے	بیرون شہر جاتا تھا کل پن چلا ہوا جاتا کہ دل شکستہ ہے کوئی یان دبا ہوا رویامین دیر ابرنط ومان کسٹا ہوا لوح فرار پر تھا یہ اوس کے کھنڈا ہوا ملک ٹرا ایک دل شدہ ہے یہاں گڑا ہوا دیکھ اوس کو جھیم دل سے اگر ہے پڑا ہوا دل پاسے جب کہتے ہیں وہ ہے گیا ہوا بیگانہ ہے وہ جب کسی سے آشنا ہوا
--	---

بیگانگی تو ایک طرف بلکہ بے وفائی
سمجھاتا میں نہیں دینے کا جب دیکھا قصدا تھا
لیکن جب اختیار میں وہ اور کئے گیا
چلنے لگے ہر ایک طرف سے خدنگ معین
یک عمر جنگی دوستی میں صرف کی تھی ہے
فضل ہمار ہونے لگی ہر خزان کے بیچ
گلزنگ آنسو پونچھ جو دامن تک بہت
کو ہوں سے چشمے اترے مری چشم کے سبب
ٹپکا کیا ہوں راتوں کو سرخون سے مرے
القصہ دم کی دم میں اگر کچھ غوشی ہوئی
چوٹوں نگاہ کے ہاتھ سے جانا تھا بعد مرگ
دل لکنا اس کو لطف نہیں اب بھل کے بیچ
بوسیدہ استخوانوں کو بھی لگ اوتھی ہے آگ
گر تھکوا اعتبار نہیں دیکھ اب تلک
شاید عذاب قہر جو کہتے تھے ہے یہی
پہلو سے میرے اس کو نکال اب وگر نہ میں
سوے ہی گانہ سونے ہی دیو گایا قریب
بالفرض بعد مرگ جو جنت میں بھی گیا
حاصل کلام یہ ہے تجلی کہ میر حیا ن
جی دیو پوہ دل نہ کہیں دیو زنیہ ر

بشمن ہی اپنا دوست جہان اور کا ہوا
پرچہ گایا باری دل بھی اگر دلربا ہو
تورفتہ رفتہ کیا کہوں احوال کیا ہو
سینہ بگڑنا نہ تیر بلا ہو
اومین ہر ایک دشمن جانی مرا ہو
سرخ اشک زور خیمہ جو آیا سب ہو
ہر تھنہ تھنہ ہا سے چمن سے سوا ہو
دریا فرہ نے نہ توں رکھا چڑھا ہو
دیوار و درپے دیکھلے ایشک رنگا ہو
تو بسوں تک غموں ہی میں جی بٹلا ہو
لیکن نہ اس عذاب سے اب بھی رہا ہو
انکار آگ کا ہے دہرا دکھتا ہو
یوں شعلہ بیٹھتا نہیں اوس سے اوتھا ہو
حاضر ہے قیامت کفن بھی جلا ہو
دنیا میں تھکسو میان بھی وہ آیا لگا ہوا
آرام یہ کہاں نہ جو اوس سے جدا ہو
تاما صبح خیر تر پونگا یوں ہی پڑا ہو
ودنخ تو میرے ساتھ ہے کیا فائدہ ہو
پچھتا گیا جو مرگب اس امر کا ہو
دکھ دی ہے دو جہان میں یہ غلام دیا ہوا

ولہ

اکثر اتنا تھا اب نہیں آتا	کل تجلی کو یار نے پوچھا
ہم تلک کیا سب نہیں آتا	اوٹلیکا شہر سے کہ روٹھا ہے

اک خدا ترس نے کہا تجھ کو تو ہی غافل ہے اور کمال ہو یہاں	کچھ ترس ہے غضب نہیں آتا ورنہ اس جاوہ کب نہیں آتا
ولہ	
مجھے کہتے ہیں کیوں سے تو وہ جو رو کو کتنا ہو گستاخ اب ایسا کہ خطرہ کچھ نہیں کرتا	آہی ہو سکے پاؤں تک پسو آرزو پہنچا کہو چہائی مگر ٹہی ہے کہو بازو کہو پہنچا
تر اب تخلص شاہ تر اب علی منقور باشندہ کا گورمی تعلق لکھنؤ خلعت و سجادہ نشین شاہ کاظم علیہ الرحمۃ صاحب کمال تھے خیمہ ماہ جمادی الاول روز یک شنبہ شعبہ ہجری کو انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا	
ہنسکے کل طفل شوخ کہنے لگا دل سے تیرے ابھی تک اچھے ہیں	میں جو ان جب اتفراق گیا عاشقی کا نہیں مذاق گیا
جرات تخلص شیخ قلندر بخش خلعت حافظہ امان و بلوئی مقیم لکھنؤ شاہ گرو جعفر علی حسرت انیس برس کی عمر میں جھک کے عارضہ سے بھارت انکی زائل ہو گئی تھی نجوم اور موسیقی میں کمال رکھتے تھے ستار خوب سجاتے تھے مزار سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان کی رفاقت میں تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے میں بے مثل تھے اشعار انکے خوش ادا اور نہایت دلچسپ و عاشقانہ ہوتے ہیں شعبہ ہجری میں انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا	
کسی نے مہری طعن سے جو یہ لگا دی تھی تو کیا سنا کے تھے وہ سہو سے کہتا تھا	کہ شبکو یہ کسی محبوب سے دوچار رہا کیسکے قول و قسم کا نہ اعتبار رہا
ولہ	
گر درود او کے کسی غنوار کو چیکے تو کیا کہوں کہتا ہے عجب شکل سے ٹھیکو	کچھ حال سنا تا ہوں میں با چشم تراپٹ کچھ ہوٹوں ہی ہوٹوں میں وہ منہ پیر کر اپٹا
ولہ	
کہوں قسمت کی کیا خوبی محب علی کی ہستی محبت میں گزرتا ہے یوں ہی کیا کام انکا	

نہا ہم نامہ و پیغام ہے نے جاسکون ہوں میں	نہ اتنا نہاں کسی صورت سے ہو سکتا ہو جاہ کا
تو تاشا ہے کہ جن درون میں دسکرا فر باغوش تے	تو ناحق ہو گیا تھا جسے دل و س آفت جان کا
ہو ارہ خوش تو اب لوگوں نے اسکو یہ سنا دی کی	نہ وہاں جاؤ کوئی یہاں نہ نہاں کوئی دہکا
کیا اس عشق کی وحشت نہ کیا دیوانہ جرات کو	عجب احوال دیکھا جسے کل اوس خانہ ویران کا
ترسہ تھو موسے مرتا بالباس تن تہا عریانی	بھیجا یا خاک پر تہا لہتر اٹھار سفیلان کا
کبھی اوتھہ دور تہا وہ کبھی لوٹے تہا کانٹو پیر	نہ تھا کچھ پوشش اوس وحشی کو انچہ جم عریان کا
نکدیا تھا کسی سے بات ہرگز اک مگر مصلح	یہی ورد زبان تھا اوس مرض درد و ہجران کا
کچھ اب اگر گیا بیہوش جانا مجھ کو جانان کا	نہ جیکو پوشش ہے دلکا نہ دلو کو پوشش ہے جان کا
اگرچہ آدینچ قیامت سے زمانے میں	ہر اک آلودہ خواب عدم کیا راوٹھہ بیٹیا
لشکر خنکگان نقش قالی خواب سنی سے	نہ کی جنبش نہ ملی کروٹ نہ بین ہر شرار اوٹھہ بیٹیا
اب حقیقت کیا کمون تیرے مرض عشق کی	ماجر اوں کا مفصل کب سنایا جائے گا
دیکھ کر جسکو طبیب ہوں نے کہا منہ پیر کر	حال اس بیمار کا جسے نہ دیکھا جائے گا
لوگ کہتے ہیں جو وہیزا رہے تو بھی نہ بول	تیرے کنج رہنے سے کیا اک وضع پر آجائیگا
لیک چ تو یہ ہے وہ روٹے تو روٹو مجھے پ	دل مرے بسین نہیں مجھے نہ روٹھا جائیگا
لگتی نہیں پلک سے پلک آہ کیا کرین	قسمت میں کیونکہ وصل ہوا اس شک ماہ کا
یہ بخت سو گئے کہ ترستے ہیں اسکو بھی	وہ دیکھنا جو خواب میں تھا گاہ گاہ کا

اولہ

یہ وصیت ہے اور ادا مینا نہ از صبح خدا	بلکہ کہیں گرسوز دل سے ہم جگشیں بے صبا
کر کے خاکستر کو ٹھنڈا دمان اور ایجا یو	جس زمین پر لوٹا ہوا دنگا دامن پھینکا

دولہ

برین وہ شمع تھا اور سیر شب ماہ تھی دست	اپنے گھر کیا کہیں تھی انجن آرائی کب
پر گیا صبح سے وہ گھر تو بھی دہر کا ہے	دیکھیں آج اسکا عرض لے شب تنہائی کیا

دولہ

کل سوخا بیون سے جو میں نزار و ناتوان	ادھمہ اپنے گھر سے کوچہ دلہ از تک گب
سو اسکی شوخیان کہوں کیا کیا کیا مام سے	صورت دکھا دکھا کے وہ پیچھے سرک گب

دولہ

کہوں کس سے مصیبت اپنی جا کر کیا کروں باؤ	یہ کل کی بات ہے اک مدھی اوکو جتا تا تھا
تجھے جرات کی بھی باتوں پہ جو کچھ وہ بیان ناؤ	کہ تجھ کو دیکھ کر کیا کیا وہ کل اپنی بنا تا تھا
کبھی حسرت سے تک رہتا تھا نہ کو تیر کی خیال	کبھی اوٹھتا تر اور یافت کر کے تھلا تا تھا
گھر رکھتا تھا دلیر مانتہ گاہے سر کو زانو پر	کبھی بہتا تھا آہیں اور کبھی آنسو بہا تا تھا
کرے ہے تجھ کو رسوا سب یہ باتیں اتنی خاطر	کہ وہ تیری اور اپنی چاہ لوگوں کو جتا تا تھا

دولہ

منہیں کہتا وہ بات اب یا یہ باتیں ہیں اگر اوکھ	سیس دیوار سے آوازیں اپنی سناتا تھا
تو مضطر ہو کے گاہے بام پر جاتا تھا وہ نہ	کبھی گھبرا کے بیتابی سے دروازہ پر آتا تھا
گئی الفت تو پھر وہ کون اور ہم کون ای جرات	ہمارے اور اس کے اک محبت ہی کا نا تا تھا

دولہ

حضرت دل نہ کسی پر مرے	بات یہ وہ بیان مین ٹک لائیو گا
ورنہ دیکھو مین کے دشت ہوں	مرے مرے یونہیں مر جائے گا

<p>تو سنا بیٹے کہ اون دونوں میں یار نہ ہوا آنکھ سے آنکھ ملانے کا بھی یار نہ ہوا</p>	<p>گر بیا دل کبھی مددش کو کسی عاشق نے برو یا مینو جسے دل مجھے اوس سے اہلک</p>
<p>ہاے ایسا میری قسمت کا ستارا نہ ہوا وصلِ قسمت میں مرے اوسکا دوبارہ نہ ہوا</p>	<p>اے فلک جس سے وہ خورشید رہتا میرا سچ کہا ہے کہ تجلی کو نہیں ہے تکرار</p>
<p>نیو چو کہ نیو چو مجھے عالم اونکے آنے کا لگے گئے کہ کچھ دیکھا نتیجہ دل لگانے کا</p>	<p>نہ جیتے جی کہی آئے وہ اور آئے تو یوں آئے کہ وقت نزع آبا لیں یہ میرے چو نہ نہیں وہ</p>
<p>مر ماؤنگا گر یونہیں ترے علم سہون گا کیا خوب ترے کہنے سے میں کیوں نہ ڈروں گا</p>	<p>گر اوس سے یہ کہتا ہوں ذرا قند سے ظالم تو وہ بت بید رو یہ چو نہ میں کہے ہے</p>
<p>تو کچھ نکھو نگا نہ کچھ اوس سے میں سنو نگا بیٹھا ہوا ذراتِ بلائیں تو میں لو نگا</p>	<p>تصویرِ مصور جو کوئی کہیںج دے اوسکی پرسائے ہوگی جو مرے یار کی صورت</p>
<p>دل بیتاب مجھ کو کہیںج لا یا کہ پر بدنام کرنے و آ لا آ یا</p>	<p>کل اوس خوشخوار کی محفل میں جونہا تو اوسنے یہ سمجھ کر منہ کو پھیرا</p>
<p>ہوا کہتا پذیرِ اتمجھ کو یہ اے فتنہ گر کسکا کہ ہونہیں کون اور عاشق ہوا ہوں آنکر کسکا</p>	<p>اگر کہتا ہوں رو کر مجھے ملنا تو ذکیوں چوڑا تو کیا جھجلا کے کتابچہ جھٹتا نہیں ہے تو</p>
<p>چشم پر آب مگر اک وہ ستمگار تھا</p>	<p>مید مرون مرے تابوت پر سب روڑتے</p>

لیک کیا منہ کو چھپاتا تھا جو کہتے تھے یہ لوگ ^۲ اس کو طہرین تو مرنے کا کچھ آتا رخت

ولہ

سورنٹس دل کی حقیقت کہیں کیا مت پوچھو یہ وہو ان سیٹہ سوزان سے ہمارے نکلا
کہ ہو ابر لگے افلاک بھی اوزر نے گویا چوڑا تانا لہ جانسوز غبار سے نکلا

ولہ

کیا کہوں وصل کی شب لیکے بلائیں اسکی کیا اوٹھا تا ہون میں زانو پہ بٹانے کا فرا
میں تو پیر آپ میں رہتا نہیں دل سے پوچھو آگے پہ پہنچ کے چھاتی سے لگانے کا فرا

ولہ

ٹرک گیا اب ہی وہ جو پیر نہ آیا کل جو ملک ہاتھ اوکے پاؤں پر پہولے سے میرا پڑ گیا
میں تو میان کجبات سے اچھوڑا لٹا ہوا تھا اور اسے شہر میں کچھ اور چرچا پڑ گیا

ولہ

چھپکے کی کیا سیر تھنے کل جو لیکر آئینہ دیکھتا تھا عالم اپنے وہ سی و پان کا
یعنی پہلے دیکھ کر سو ہو کے پیر بے رفتا آپ بوسہ لے لیا اپنے لب و دندان کا

حسن شخص خواجہ حسن مرحوم خلف خواجہ ابراہیم نیر خواجہ بھکاری مودودی
علیہ الرحمہ جعفر علی حسرت سے کسب سخن کرتے تھے صاحب کمال تھے موسیقی میں خوب
دخل رکھتے تھے لکھنؤ میں پنجابی نام ایک معشوقہ بازاری پر عاشق ہو کر نام اوسکا
بطریق التزام قطع بین لاتے تھے چنانچہ قلند بخش جرات نے انکی اور پنجابی کی عشق
و محبت کے حال میں ایک نٹنوی کہی ہے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے لکھنؤ میں نواب زیر
نے انکی ٹریبی غرت و توقیر کی تھی دیوان انکا نظر سے گذرا

کونسی شب ہوئی تبلا تو سنگر جو میں پس دیوار ترے رو کے پکارا نکلیا
پر پوچھا کہی احوال کو میرے تو نے ہا سے غلام مرے فریاد کا پکارا نکلیا

حمید رضا صاحب ششی مدظفی حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سرشتہ دار فورٹ ولیم
کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرہ مددہ کلکتہ و من انکا پانگام مولد بنارس مسکن کلکتہ

اشعار اپنے راقم کو دکھاتے تھے انکی طبیعت میں نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہیں	
فرقت میں ترسے ہمارے یہ نوبت مری ہو چکی	وہم ناک میں اجاب مرے لاؤ ہیں کیا کیا
ہر دم سہی کہتے ہیں کہ کیوں پہلے نہ پہنچے	اب کہیے کہ بن آئی مرے جاتی ہیں کیا کیا
کج بخت یہ پہلے نہ پہنچے آئی تھی افسوس	دل دیکے اوسے کیا کہیں بخت تو ہیں کیا کیا
حیران مخلص حافظ بقا اللہ ولد حافظ ابراہیم خط نسق و تہذیب خوب لکھتے تھے	
بعد مرنے کو یہ خواہش ہے مری اور دوستو	کچھ نہ خواہش مند غرت کا ہوں ذوقیر کا
گر درترب کے اک آئینہ ہو اور طوطی ہو آوا	تاکہ جائے ڈیر سے حیران خوش نقریہ کا
درویش کھن حضرت خواجہ میر دہلوی علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت خواجہ محمد ناس	
عندلیب قدس سرہما اشعار فارسی و ریختہ اس کے نہایت پرورد ہوتے ہیں موسیقی بہت	
خوب دخل رکھتے تھے کمالات صوری و معنوی اس کے از حد مشہور ہیں روز آدینہ	
سبت و چارم صفر ۱۱۹۹ ہجری قدسی میں آپ کا وصال ہوا ہے راقم نے انکو فرار	
سبارک کی زیارت کی ہے ناکہ درد و آہ سر دوسوز دل و شمع محفل و دیوان فارسی وارد و	
ان کے نظر سے گذرے	
کہا میں یوں تو مل جاتے ہو اگر بعد مدت کے	اگر چاہو تو یہ کیا نگو اکثر ہونہیں کہتا
لگا کہنے سمجھ سبات کو تک تو کہ جلد آتا	ترے گھر آنے جانے میں ہر اگر ہونہیں کہتا
ولہ	
میرے نالوں پر کوئی دنیا میں	بن کیے آہ کم رہا ہو گا
لیکن اوسکو آخر خدا جانے	منوا ہو گا یا ہوا ہو گا
دل سوز مخلص خیر اتی خان باشندہ قصبہ ٹیل مقیم دہلی شاگرد نصیر دھلوے	
نواب ظفر یاب خان خلف ستر شمر و فرانسس کی رفاقت میں رہتے تھے میکشی سے نہایت	
ذوق رکھتے تھے مدام سست رہتے تھے جو پور میں جا کے انتقال کیا	
وہ تو کہتے ہیں راز دل اپنا	نہ کسی اپنے یا ر سے کہنا
اور یہاں دل کی بقیہ اری سے	روز و تین چار سے کہنا

۱۴
 قطعہ شریف
 سر اسد علی شاہ صاحب شمع غلام علی عظیم آبادی شاہ گرو مرزا ابو خدیو میسر تقی کو بی اینو شعر
 دکھلائے تھے شمع ابھری مین انتقال کیا شعر ان کے اپنے ہوتے ہیں ان کے دیوان
 وثنوی راز و نیاز وثنوی حسن و عشق وثنوی سبیل نجات نظر سے گذری *

علائی ہوا دلی تھی سیر *	جنون جن دنوں اپنا ذخیرہ ہاتھ
نتی فکر پوشش کی دیوانگی مین	اس اندیشہ کو مینے نہ کر کہا تھا
نہ بالین کی خواہش نہ بستر کی حسرت	نہ پروا کلمہ کی نہ شوق قباحت
فقط گرد کی تھی پیراہن تن	نہ کچھ اور پاس اسکو اپنی سوا تھا
یہ کیا بامے کیا تو نے ایو پوشیاری	لباس اپنے تن پر وہی خوشنما تھا

سلسلہ شمس سید محب علی کانپوری شاہ گرو مونس مرثیہ گو *

بابین گلشن ڈال کے اوس تونے کہا	مین کامیاب وصل جو کیا رہو گلب
ہر سے خفتہ بختی کا شکوہ تھا آپ کو	کیسے نصیب آج تو بیدار ہو گلب

سو وائے محض مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد رفیع وطن انکا کابل مولد وہلی تلمیذ شاہ عالم
 ایام شباب مین لکھنؤ مین جا کر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربوں مین منسلک ہوئے تھے
 شمع ابھری مین انتقال کیا سو اسے وثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن قصیدہ گوئی
 مین اپنے عہد مین بے مثل نہو کلیات انکا نظر سے گذرا

سو وائے کبھی گوش سے محبت کے سننے تو	مضمون یہی ہے جس دل کے فغان کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ	دنیا سے گزرنا سفر ایسا ہی کہاں ہے

ولہ

سو وائے عشق مین شیریں سے کو بہن	بازی اگرچہ بانسکا سر تو کہو سکا +
کس نہ سے پرتو آگے کہتا ہے عشقیار	اسے رو سداہ تجھے تو یہ بھی نہو سکا

ولہ

مینے یہ سو داسے کہا ایک دن	غم ترے کیا سینے مین گھر کر گیا
سنگے کہا جو کوئی آیا سویاں	سیر بہ انداز دگر کر گلب

<p>خرم و خندان ہو گزر کر گریب شام سے رو رو کے سحر کر گریب ہر کوئی ایک طرح سے کر گریب</p>	<p>ایک جو مانند گل اس باغ میں آن کی شبنم کی روش دوسرا کیا تجھے اب فائدہ اس ذکر سے</p>
<p>کتنا غلط چہرہ تھی مشہور ہو گیا دو چار چہرے کیوں میں بدستور ہو گیا</p>	<p>سودا کی کہتے ہیں کہ ہے اوس سے مصحبت اور وہی نسبت اندون کچ لگ چلا تھا وہ</p>
<p>اپنے رونے کا بچے رات سسل بہا یا تو شرہ تک بھی نہ پہنچا گا کہ میں یہ آیا</p>	<p>گرچہ رو با میں ترے غم میں بہت سالیکن خون کے ہر قطرے سے کہتا تھا بھی سخت</p>
<p>تو بھی ملک اوس کو جا کے ستم گار کہینا نے سیر باغ و نئے گل و گلزار دیکھنا تہا پڑے ہوئے در و دیوار دیکھنا لے صبح تا شام کئی بار دیکھنا پڑھنا یہ شعر کہ کہی شہار دیکھنا پر جو خدا کو کہا سے سولا چار دیکھنا</p>	<p>تجھ میں عجیب معاش ہے سودا کی اندون نے حرف و نہ حکایت و نہ شعر و نہ سخن خاموش اپنے کلبہ اخراں میں فریب یا جا کے اوس گلی میں جہان تھا ترا گزار تسکین دل نہ اس میں بھی پائے تو بہر شغل کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکین روزِ حشر کو</p>
<p>سودا کے دیکھنے سے تجھے مار ہی رہا جب ہی ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا ہر عمر اوس کی شکل سے بیزار ہی رہا</p>	<p>اک روز ایک یار نے اوس شوخ سے کہا بولا کہ حق بطور ہے اس امر میں کہ یا اتنا تو وہ بُرا ہے کہ چہرے کا اوس کا رنگ</p>
<p>سورہ مخلص محمد یہ ولد میر نیا، الدین اولاد میں حضرت قطب عالم گجراتی کے وطن انکا شمار امولہ دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد میں لکھنؤ میں سکونت کی تھی خط شفیقا و شعیق خوب لکھتے تھے پیر اندازی میں احباب داخل رکھتے تھے شعر اس انداز</p>	

سے پڑھتے تھے کہ مضمون شعری صورت بنا کے دیکھ لادیتے تھے پہلے میرتخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنویں گئے اور انہوں نے سوز تخلص کیا اشعار شائد ان کے نہایت پر سوز ہوتے ہیں انہی برس کی عمر میں تندرست وفات پائی دیوان انکا نظر سے گزرا ۔

کہ انفس پر ہو کے بولا کہ ہے ہے	یہ کشتہ تو کچھ جان بچان نکلا
کہ ہے رہنے والو گر سوز ہے	سہلا اس کے دل نکا تو ارمان نکلا

شاعر تخلص نامہ پرست عرف میر کلود دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ و تربیت رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

تو نہتا افسوس غالم کیا کہیں	حال شاعر ہجر میں کیسا رہا
بقیاری جانکنی بے طاقتی	غم الم و حشت جنوں سودا رہا

شیفۃ تخلص مخدوم کرم جناب نواب حاجی محمد مصطفیٰ خان بہادر سیرین بلی خلف عظیم الدولہ سر فراز الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر مظفر جاگ شاگرد رشید حکیم موسیٰ خان اوصاف حمیدہ ان کے بیان ہو نہیں سکتے اشعار ان کے نہایت شیرین و تمکین ہوتے ہیں دہلی میں رہنے کے ہنگام میں رستم کو انکی خدمت میں بنا ز حاصل ہوا تھا تذکرہ گلشن بختار و روہ آور و حشری و دیوان اردو انکا نظر سے گذرا فارسی میں حشری تخلص کرتے ہیں

کہا کل مینے اسے سہا پانا ز	تکون سے ہے تھکود عاکیا
کہی مجھ پر غتاب بے سبب کیون	کہی بیوہ غیرون سے وفا کیا
کہی مغل بین وہ بیباکیاں کیون	کہی خلوت میں بے شرم و حیا کیا
کہی تمکین صولت افشہرین کیون	کہی یہ غم نہا ہے جانفزا کیا
کہی شعرون سے میری نغمہ بازی	کہی گمنا کہ یہ مینے کہا کیسا
کہی بے جرم یہ آزر وہ ہونا	کہ کیا طاقت جو پوچھو نہیں خاکیا
کہی اس دشمنی پر بہر تکیں	بے ہم جلو مانے دلہ باکیا
یہ سب طول اوستے سنکر بے تکلف	جواب اک مختصر صبر کیا کیسا

ابھی اسے شیعہ واقف نہیں تھے کہ باتین عشق میں ہوتی ہیں کیا کیا
 صبا بخلص میر وزیر علی ولد میر زندہ علی گھنوی سپر خواندہ و خواہر زادہ میر شرف علی
 نامی ش اگر دہش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے ہیں شہہ ہجری میں انتقال کیا دیوان
 انکا نظر سے گزرا

عجب طرح کی حوادث ہیں بجز ہستی میں ہر اک کا حال بیان مثل نقش آبرو
 کند لیکے وہیں موج ہو گئی موج و جہان فرسا دھماکے ہوئے جہاں رہا
 ضبط بخلص نشی کنیا لال سرشتہ دار کلکتری ضلع فسج آباد تلفت موہن لال
 مراد آبادی

صدے اوٹھا جگتا بہت عشق زلف میرا سمجھتے جتو دل کو کہ مہیا رہو گیا
 رنجہ کسی کے تاج کھلے بال دیکھ کر نادان پیر بلا میں گرفتار ہو گیا
 طیش بخلص مرزا محمد اسماعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین
 سنجاری کی اولادوں میں تھے مولد و سکن انکا وہلی ومان سے آکر لکھنؤ میں مرزا
 جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت میں تھے اور اون کے حکم سے اپنے دیوان کو مرتب
 کر کے نام تاریخی اوسکا گلزار مضامین رکھا تھا بعد ازاں بنگالہ میں آکر مدت تک شاعر
 و ہاکہ میں نواب شہسار ولد بہادر کی رفاقت میں رہتے تھے سنسکرت میں اچھا دخل
 رکھتے تھے کب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات
 ان کے لاجواب ہوتے ہیں کلیات انکا نظر سے گزرا

ہوا جازن تو بزم میں تیرے	آج رہنا ہو گوشہ گیر وں کا
اب کمان جائیں سر پہ آئی شام	سیرا دور ہے فقیہ وں کا
ولد	
خاک پر کل جو نقش پا کی طرح	اوسنے میرے چہن گرا پا یا
خوش ہوا آتنا دیکھ کر گویا	خاک پر سے بے کچ پڑا پا یا

اولہ

جب پیش کوٹھی بوسوئے اوس لب سے خیر	تب فقیر وکی طرح شعر وہ پڑھتا پڑھا
بنو اہن کسی پر زور نہیں یا محبوب	جود ہی اوسکا بھی پہلا چونہ ہی اوسکا بھی پہلا

اولہ

ایک چند حرف کتب میں ہو حق کیا کیے	ایک چند رکھے دیر میں شور و فغان کیا
لیکن ہزار شک کہ پرخت اختیا ر	میخانہ میں نوسل پیر فغان کیا

اولہ

بوسہ دیتے دیتے کل کچھ سوچو جو بہت گیا	تھا کسی غماز کا شاید وہ بہکایا ہوا
یہ بھی سب جھوٹ اپنی شمت ہی بری ہے ورنہ	منہ سے پیر جاے نوا لایک بیک آیا ہوا

اولہ

کچھ تنہائی میں کوئی مونس و جہدم نہیں	اب درو دیوار سے جی جھک سب لانا ہوا
آج کو ہوتا جود تو ایک سے دو تھی جیسے	آہ اس مرحوم کا کس وقت مر جانا ہوا

اولہ

کچھ بچو اتار آتے ہیں دلا تیرے نظ	ہے یہی صورت تو دنیا تجھ کو شکل ہو نیگا
گاہ تو وارفتہ گسیو گئے بیمار چشم	ایک جی تیرا ہلاک کس پہ مائل ہو نیگا

اولہ

دل میں آتا ہے کہ اوس شوخ کی محفل میں کہی	ساتھ لیجاؤں کوئی اور طہ حد ار لگا
یوں کہ دن عرض کہ ہے جنس یہ دل کی حاضر	قیمت بوسہ یہ دیتا ہوں میں ناچار لگا
آپ لیتے ہیں تو کہیں ورنہ کہو دون اسکو	ساتھ پرتا ہے کئی دن سے خسریدار لگا

اولہ

کل پیش تہنے جو دیکھا ایک فرار	لیج پورا اسکے ہی مرقوم تھا
نفاختہ ٹڑھا اور بھی ران رو	پین ہی گا ہے مہی ہو ہرم تھا

عشق مخلص عظیم عزت اللہ خان دہلوی غلت عظیم میر قدرت اللہ خان قاسم صاحب

تذکرہ حکیم شہر اشدرخان فراق سے کسب سخن کرتے تھے اور اپنی والدہ ماجدہ سے بھی استفادہ کیا تھا فن طبابت میں اچھا دھن رکھتے تھے شعبہ اچھا کتے تھے صاحب دیوان گذرے

اپنے مقتول کی تربت پر جب اور شک چین
تا قیامت سجد اپنے کفن کے اندر
تو نے دونا کوئی پہلو نکا چڑھایا ہوگا
پھر تو پہلوانہ خوشی سے وہ سما یا ہوگا

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا بیچو دہلوی شاگرد شاہ کھیٹا عشق احمد شاہ
بادشاہ کے وقائع نگار تھے خستہ ایام میں عظیم آباد میں سکونت اختیار کی تھی
دیوان انکا نظر سے گذرا

خدا جانے فدوی سب کچھ تو ہے
وگر نہ اوسے ایک دم چین تھا
جو اب وہ اب ہو کے بیدار گیا
اور جسے روٹھا او و ہرل گیا

ولہ

وقت رخصت جو مرتے مرتے بچے
بیچے تھے ہجر کے لیے فدوی
اتنے دن اور سوچ پانا تھا
یوں فدو کو بھی دن دکھانا تھا

ولہ

کچھ خبر تم کو بھی ہے فدوی کی یار
صبح دم بالین پر چون نفع و حیران
کلی جو گھر میں شام سے بیہوش تھا
کوئی روتا تھا کوئی خاموش تھا

ولہ

اکتس شوق نے مہین مارا
بنے تو یہ حال ہے فدوی
گر مہی و بندہ روز و شب ہر گاہ
و دھیکا تو کیا غصہ ہو گیا

فدو تخلص شیخ محمد قیام الدین بٹنڈہ پانڈپور تو ان سبیل تھیں وہی تھا اگر دوسرا بٹنڈہ
انتقال کیا تو خوب کتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

شام یا صبح یہاں پر جب قائم
بس کئی دن جو ریت ہے اسپر
یہی تھی کہ مہی چاہیے گا
کیا نہت بیٹا اوٹھائیے گا

قطرہ تنجب

بہ بیٹے کو چند روز کو ہشاک	لخت دل جب تک ہی کہانے گا
----------------------------	--------------------------

ولہ

کان تک یار کے قائم مرے اس عالم سے	رفتہ رفتہ جو گزر جانے کا ند گور گیا
سکے اتنا تو کہا جیت کہ اس دنیا سے	ناز برداری معشوق کا دستور گیا

قبول تخلص مرزا صدیقی علی خان لکنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ خلیف مولوی محمد مرزا
شاگرد شاخ شاہ واجد علی بادشاہ اودہ کے مصاحب تھے گلکشتہ بین بادشاہ کے ہمراہ
آئے تھے رہتم کے دوستوں میں تھے ترجمہ شمشیر خانی اور دیوان اشکافتر سے گذرا
شعر صاف عاشقانہ اچھا کہتے تھے ہجرتی میں لکنو میں مبارک وفات پائی

قطرہ

وعدہ آنے کا کیا تھا اور تم آنے نہ تھے	آہ میرے منہ پہ کہتے تھے اثر بیٹے گیا
نالہ غل کرتا تھا حل بیٹے کیا مطلب ترا	کہتے تھے ہر بل اشارہ چشم تر بیٹے گیا
جذب دل کہتا تھا کہینچا ہے اوسو بیٹے ادھر	عشق کہتا تھا یہ کار سخت تر بیٹے گیا
اور کھینچے کی ٹپر کہتی تھی جو حق ہے وہ سہو	گردیا بیتاب اور راہی ادھر بیٹے گیا
کہتے تھے سینے کی آگ اوس بت کا دل کر کریم	مہربان مدت بہ پیرے مال پر بیٹے گیا
الغرض شہر مندو احسان پسپ کرتے رہے	انتظار آمد آمد تاخیر بیٹے گیا
تم نہ آنے رات بھر کیا زور تھا تیر مگر	شمر سارا ان سب کو اس رشک قمر بیٹے گیا

ولہ

بدل ہے اس سرور و الم سے گو محبو	نفاق انہیں ہے ہر اک بہم نہیں رہتا
جو غم ہو تو فراق سہو دین رو یا	ہو اس سرور تو غم ہے کہ غم نہیں رہتا

ولہ

اے پری جب سے کہ سودا تر سے عاشق کو ہوا	دہیان یک لخت طیبیان کو مرزا بھول گیا
بنض دیکھی جو کسی نے تو اوڑھو ایسے ہوش	نخنہ لکھنے کو جو بیٹھا تو دوا بھول گیا

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندہ گڑانا کیپور شاگرد جرات

وقتیام الدین قایم بزرگ ان کے ارباب مناصب تھے یہ درویشی اختیار کر گئے
سیاحت کرتے تھے انکا دیوان اور تذکرہ شعراے اردو نظر سے گذر رہا
تھے اچھا کہتے تھے

آہ جو کچھ ہے ہو سکتا سو کہ چکیتا ولیکا
اور دکھلایا تماشا مجھ کو دشت نے کمال
ایک دن تھک نہ شوق کار فرمائی ہوا
میں تماشا فی تماشا جیسا وہ تماشا فی ہوا
کو کب محفل خاص مرزا غلام حسین خان شاگرد محمد صادق خان اختر بشیر لکھنؤ میں تہہ تہہ
اور فرسی کہتے تھے

صبا آتا پیام جان مخزون اوس سے کہدینا
عبدائی سے ترے دم آتا ہے اسدم کٹھنیز
کہ اسے بے رحم کر موقوف اتبوا تھان اپنا
جو آنا ہو تو آہوتا ہے رخصت مہمان اپنا
مصحفی محفل خاص غلام جہانی بشتندہ قصیدہ امر وہہ ضلع مراد آباد ولہ ولی محمد شاگرد مانی
شروع جوانی میں دہلی گئے تھے ختم الامر لکھنؤ میں جا کر اپنی زندگی بسر کی کچھ روزوں
مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت میں تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور ہر گو
ایسے کہ آج تک شعراے اردو میں دوسرے نظر نہ آیا چنانچہ آئمہ دیوان اور تذکرے
اردو میں اور ایک دیوان فارسی بجا اب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی میں لکھے
ہیں اشعار ان کے نہایت آبدار و عاشقانہ مطبوع طبائع طبعان زمانہ میں لکھی دیوان اور
تذکرے ان کے نظر سے گذرے

یوسف بھی اپنے عہد میں کچھ تجھے کم نہ تھا
پر تو وہ جس نغز سے بازار دہر میں
اوسکا بھی حسن رونق بازار ہو گیا
سودے میں جسکے محو خریدار ہو گیا

ولہ

پکڑ کر ماتمہ اوسکا میں لیا چوم
وہ غافل تھا فریاداری سے یعنی
چپاچپا اوسنے جب مجھ پر اوٹھا یا
فرایون چاہ کا اوسکو جتا یا

ولہ

چٹی کے نیچو پایا تو نیکو نکا دھینہ
کتے ہیں کل یہ اوسکو ہر اگر سے نکلا

ہما دو گپا تھا اونٹے میرے یو جب اولٹا اتنی ہی بات پرسیں اختیار کر سے نکلا

ولہ

یاب بوسہ مانگتا تھا تصور کے لب سے جان میں جنبس حن کا تو خریدار کب نہ تھا
پر حیف تم سے اتنی ہی ہمت نہو سکی اس میں زبان خوبی رخسار کچ نہ تھا

ولہ

اے معصی میں تجھے کہوں ایک ماجرا لیکن شبہ طائفہ تجھے میرے ہی قسم
کچھ اندون میں آگے کے نسبت ترافیق کچھ اندون میں آگے کے نسبت ترافیق
باور نہیں ہے تم کو اگر یہ مرا سخن دیوار و در پہ اوس کے ملک پاک لہو خیم گوش
چھیرے ہے اوس کو غیر تو کہتا ہو اوس سے یوں پس اس طرح سے کہہ کر اوس شمع و کی تین
سنتا ہے اس طرف کو ملک اسے یار دیکھنا کیجو کسی سے اس کو نہ اظہار دیکھنا
بے طرح ہو چلا ہے بد اطوار دیکھنا تو آب جا کے تو پہ شب تار دیکھنا
سنتا یہ حرف اور یہ اسرار دیکھنا کوئی کٹر انہو پس دیوار دیکھنا
ہے ہر کسی سے گھر سے بازار دیکھنا

مفتیوں مختص ناشی قادر بخش ہندو ہو گلی آخر ایام میں بھارت
اونکی جاتی رہی تھی چار سال کا عرصہ گزرا کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے
راستم کے ملاقاتیوں میں تھے

یاد میں اوس گل کے رویا صبح جو گلشن میں ہوا بلبلان باغ میں اک سخت ماتم ہو گیا
غنیچہ نے پہاڑا کہ بیان گل کا داس چاک تھا حشیم نرگس سے بھی جاری شک شبنم ہو گیا

مفتیوں مختص میر نظام الدین مخاطب بہ فخر الشعرا اوستاد محمد اکبر شاہ ثانی
بادشاہ دہلی قلع میر قمر الدین مفتی مخاطب بہ ملک الشعرا اسنے والد سے کس سخن
کرتے تھے وطن انکا سونی پت مولد و جاسے تربیت دہلی مدتوں لگنہو میں رہے آخر عمر میں
ابمیر کو کوہستان میں سکونت کی تھی شعر نہایت شیریں و نمکین کہتے تھے شمسہ ہجری
میں منت ال کیا شاعر شیریں زبان ہند ان کے وفات کی تاریخ ہے
دیوان انکا نظر سے گذرا

صفت ہے مانع تحریر و لیکن قاصد مثل شمع سحری رنگد ز شوق بین بہان اگر آئید تو آور نہ کوئی دم میں اب	اوسے پیغام زبانی یہ سنانا اس دم ہے یہاں ہونٹوں پر اسے ماہ بکاتا اپنا عدم آیا و کو نزدیک ہے جانا اس
منحور تخلص منشی سدا شد معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی حیدر مرحوم باشندہ چچوڑہ ضلع ہوگلی نبرگواران کے ولد نیرون کے عہد میں دہلی سے آکر وہیں بسے تھے انکا بلو چچوڑہ جاے تربیت دارالامارت کلکتہ فکریستہ و طبع ارجمند رکشتے ہیں کلام اپنا رقم چوڑو کو دکھلاتے ہیں صاحب دیوان ہیں	
گاہ رونما ہوں گے ہنستا ہوں بہنو بہیاں ہوں و یکمیر کتاب ہے کوئی ہے اسے شیب جن پر نہیں واقف ہے کوئی ایک سے لڑتا ہزار	شکل دیوانہ کبھی پرتا ہوں گمیرایا ہوا کوئی کتاب ہے پر ہی کا ہے اسے سایا ہوا ایک گل رشک چمن پر دل جو ہے آیا ہوا
منصوب تخلص منصف علی خان باشندہ عظیم آباد مقیم دہلی شاگرد نظام الدین خان مخبر قوم افغان سے تھے فارسی میں مہارت تام رکھتے تھے	
جی ڈہر کتاب ہے ماسے قاصد نے ٹریکے احوال زار منصف کے	جب کہ نامہ اوسے دیا ہو گا در جواب اوسنے کیا کہا ہو گا
منظور تخلص فتہ بین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین دار و ضلع راج شاہی باشندہ موضع جوت پرتاب متعلق مالہ دشت گبر اقم اکروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے	
کیا خوشی کے مثل لیل روز و شب نہ تو چھپے گرم رہتا تھا سدا ہنگامہ عیش و طرب پیار کی باتیں ہمیں ہر دم اور الفت کی نگاہ دور گردوں سے تھا امین دور میں تھا جاسم تفریق پر داز گردون رشک کہا تا تھا نام رات بہر منظور اب رونما ہوں کہ کہ کہ یہی	جن دنوں آغوش میں وہ غیرت گلزار تھا شمع زہر عیش و سکا شعلہ رخسار تھا میرے دجھوئی کا خواہاں وہ شکر گفتار تھا نقل ہے وہ بوٹہ لہما سے شکر بار تھا وصل شوق مہ جبین تھا طالع بیدار تھا ماسے وہ دن کیا ہوے جو میں تھا اور نگار

فقہ منتخب محمد بن محمد مومن خان مرحوم خلف حکیم غلام نبی خان مفتخور دہلوی شاگرد شاہ
 نصیر دہلوی تلمذ ہجری کین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم نجوم و طب میں
 خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار اسکے پر مضمون و شیرین و عاشقانہ و نگین
 ہوتے ہیں کلیات انکا نظر سے گذرا

زافوی بہت پہ جان دے دیکھا	مومن انجام و اختتام مرا
بندگی کام آ رہی آتش	میں نہ کہتا تھا کیوں سلام مرا
ولہ	
دلکی بقیاری سے ہر پیش زمین دسا	بہر خرم گردون شعلہ ہر فغان اپنا
دیکھیں پس مردن حال جسم و جان کیا ہے	مدعی زمین اپنی دشمن آسمان اپنا
ولہ	
وہ نوجوان عابد و زاہد کہ سب جسے	کہتے تھے مومن اور بہت دیندار تھا
کل ایسے حال سے نظر آیا کہ کیا کہوں	جو تھا سو او کو دیکھ کے زار و زار تھا
غیرت کی جا ہے اون میں نمونے کیا خراب	ملنے سے جبکہ معتقد تنگ و عار تھا
بیمار کر دیا شب ہجرتان نے آہ	کیا ہو گئے وہ روز کہ پر مغیر گار تھا
یا تو ہمیں ڈراتے تھے خورشید خسر سے	یا اپنے سر پہ داغ خون شعلہ بار تھا
آخر شمار ہی شب فہم نے بہلا دیا	جتنا خیال پریش روز شمار تھا
ہر ایک کی طرف نگہ بیک نہ تھی	کسی نگاہ عطف کا امیدوار تھا
ہمت سے اور ناز اوٹھانیا کی آرزو	باقی تھی گو کہ ضعف سے مبینا ہی تھا
ہر دم ہوا سو آہ سو اوڑتی تھی منہ پہ خاک	بتنی کہ سر میں گرد تھی و لمین غبار تھا
زخمون میں بیکہ مشک بہا تھا کہیں کہیں	عالم بدن کا او سکے عجب لالہ زار تھا
انکھون سے چند جدول خوننا بہکین والا	چہرہ جو ناخون سے سراپا فلکا رہتا
نے راحت فگار نہ آسائش و شکیب	نے طاقت و توان نہ سکون و قرار تھا
نے ہوش و فی حواس آرام و قرار	نے صبر و نہ تحمل و نہ اختیار تھا

<p>نے زور ماتہ میں نہ گریبان میں تار تھا کا ہندہ جسم ضعف سے کوہ وقار تھا کس سے کو خبر ہی نہیں کون یا ر تھا تو بھی تو حال دست و زبان تھکا ر تھا رحمی سجال بندہ خدا کا ر تھا بتجملہ زیر کام و زبان بار بار تھا میں کیوں فنا می ہستی بی اعتبار تھا</p>	<p>کیا کشمکش نے دونوں کو بے حال کر دیا جنش بھی نہی محال ٹپنا تو یک طرف ہو خود ہی سچو اس تو احوال در و دل گو ماتہ سے اشارہ نہتا ز زبان سے بات اسو اسطے کہ خاک پہ نگشت دست سے اور اک شمع شعلہ فشان و زبانہ خیر آغاز کار عشق میں انجام کار تھا</p>
<p>میر محمد تقی اکبر آبادی ولد میر عبد اللہ شاگرد و ہم شیرہ زادہ سراج الدین علیخان آرزو غنچوان شباب میں دہلی میں گئے تھے وہاں سے لکھنؤ میں جا کر سکونت اختیار کی تھی نواب وزیر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تھا شہزادہ بھری میں فوت کی سوکے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے خصوصاً مثنوی و غزل گوئی میں لاثانی تھی اشعار ان کے بنامیت مرتبہ مرتبہ بلند رکھتے ہیں فطرتاً سے حاجت بیان نہیں انکے چہ دیوان ریختہ مع قصائد و مثنوی نظم سے گزری ایک دیوان فارسی ایک تذکرہ شعر ایک رسالہ میر فیض بھی ان سے یادگار ہے انکی استاد ہی سے کہیں انکار نہیں</p>	
<p>ایک وہ استخوان شکستوں سے چور تھا میں بھی کہی کیا سب پر غور رہتا</p>	<p>کل پاؤں ایک کاسہ سر پر چڑھ گیا کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر</p>
<p>ولہ</p>	
<p>ایک سے ایک عدد و آنکھ سے بہتر نکلا اس دھن میں سے ات م جو اہر نکلا</p>	<p>اشک ز قطرہ خون سخت جگر پارہ دل گنج کاوی جو کی سینے کی غم ہجران نے</p>
<p>ولہ</p>	
<p>بالین پر اوس مزار کے تھا یہ رقم ہوا پایان کار مور کو خاک قدم ہوا</p>	<p>آئے نظر جو گور سلیمان کے اکیدان اچھو کر شو جہان میں کی پتی تھا ہنسنے</p>

بتوں کے عشق نے بے اختیار کر ڈالا
وہ دل کہ شام و صبح جیسے پکا پور ہوتا
تمام عمر گئی اوس پہ ماتمہ رکھتی ہے
ستمین غم میں ہر انجام اوس کا کیا کہیے
بہا تو خون ہو آنکھوں کی راہ نہ نکلا
سوا اوس کو جسے فراموش کا رونا لگے
گلی میں اوس کی گلیاں سو گلیاں نہ بولا پیر

وہ دل کہ حیا قدائی میں اختیار رہا
وہ دل کہ جس سے ہمیشہ جگر فگار رہا
وہ دردناک غلی اور غم بقیہ ار حیا
ہزاروں حسرتیں تھیں کتنی بیکو مار رہا
رہا جو سینہ سوزا نہیں داغدار رہا
کہ اوس سے قطرہ خون بھی نہ یادگار رہا
میں میر میر کہ اوس کو بہت پکار رہا

ولہ

بے زری کا نگر گلہ غفل
اتنے نعم جہان میں گزرے
صاحب جاہ و شوکت و اقبال
تھے یہ سب کائنات زیر نگین
لعل و یاقوت و ہم زرو گوہر
آخر کار جب جہان سے گیا

رہا کسی کہ یوں مقتدر تھا
وقت حلت کے کس کئے زرتھا
ایک زان چلی اب سکندر تھا
ساتمہ مور و طرح شکر تھا
چاہتے جس قدر میر تھا
ماتمہ خالی کفن سے باہر تھا

ولہ

سیان بیل اور گل پر توجہ سے آنکھوں
گل یادگار چہرہ خوبان ہے بے خبر

ناخنہ مخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ ہر پاسخی سید حسن علی حسن نے
انکو وکند شیخ خدا بخش تاج لاهوری کر کے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کو غلام مشہور ہے
جناخہ خود شیخ امام بخش ناخنہ نے اس مر کو مندرجہ کر کے لکھی ہے رباعی رباعی

کئے رہے اعام عداوت سے غلام
میرات پیر میں جگہ نہ تھا م

رباعی ناخنہ

میرات پیر میں جگہ نہ تھا م

میرات پیر میں جگہ نہ تھا م

قطبہ منتخب

<p>اس دعویٰ باطل سے تمکار و نکو</p>	<p>۲۷ حاصل یہ ہوا کر گئے مجھ کو بدنام</p>
<p>ولہ</p>	
<p>مشہور ہے کہ چہ افتراقی اعمام</p>	<p>پر کرتے نہیں غور خواصل و عوام وارث ہونا دلیل فرزند می ہے سیراث نہ پاسکا کہی کوئی غلام</p>
<p>غرض اشعار انکے بشیر متا لہیہ اور نہایت پر مضمون ہوتے ہیں کشتہ اشعار شعر اسے متقدیم و متاخرین فارسی گو کو نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روزوں میں محمد علیے متناشا کر مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو گئے تھے سو اسے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن میں دخل رکھتے نہ تھے کشتہ ہجری میں فوت کی کلیات انکا نظر سے گذرا</p>	
<p>گزرنا گاہ جو میر ابو اشمہ خموشان میں</p>	<p>عجب نقشہ نظم آیا وہاں شان عالم کا کہیں آئینہ زانو سکر کا شکستہ تھا کسی جانب پڑا تھا کاسہ سرفاک میں جم کا</p>
<p>ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رام پور ضلع الصدق نواب محمد سعید خان بہادر شاہ گرداسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی میں اچھی دستگاہ رکھتے ہیں شعراء عاشقانہ خوب کہتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا</p>	
<p>اغیار سے دیکھ کر ترا ربط</p>	<p>دل میرا چوبیتہ ار ہو گا جانبیوں کا درپہ غیر کے ہیں کیا یہ بھی نہ ناگوار ہو گا</p>
<p>ولہ</p>	
<p>دوست اور یہ ضد کہ جو اوس سے کہا</p>	<p>کہے کہ کو کو نہیں مجھے رسوا کی میں نے ملکہ بات کرنی چوڑ دی اوس نے چپ رہے گا بھی چپا کیا</p>
<p>نالان تخلص میر وارث علی خٹک میر زانی ہشتندہ بہار شاہ گرداسہ شرف خان نقان صاحب دیوان گذرے</p>	
<p>نالان جو اکیں میں کہا انچو یا سے</p>	<p>لننا بھی اب ترابچہ دشوار ہو گیا میرے زبانتے ہوئے پنا یا سخن کام بولا ہی وہ تھرک کے بہت بار ہو گیا</p>

نسخہ مختصر باب اول اور اسی طرح میرزا عبد الغفور غفرلہ ذنوبہ
 کرتے ہیں اور ان کے تصور سے جو ہم شکر و تحنن
 خواب میں آکے وہ فرماتے ہیں کیسے توبہ
 کہ کسی رات مجھے وصل میں نہ ہوا
 وعدہ وصل و ف آپ سے کیونکر نہ ہوا

ولہ

تجسّس نسخہ کہ کیا کہ عجیب حالت تھی
 کوئی ایسین سنا تا تھا کٹر بالین پر
 جس گٹری رات کو بیار تر اترتا تھا
 اوس کے حق میں کوئی رور و کے دعا کرتا تھا

ولہ

بیوفانی سے قیوں کے پیمانہ کیا
 تم مری باتوں کو مجھ دہ کی ٹرختا تھے
 مقبرہ آگے کہی قول کیا نہ ہوا
 کیسے جو بیٹے کہا تھا وہ ہوا یا نہ ہوا

نظیر مختصر ولی محمد اکبر آبادی ردضہ ممتاز محل عرف تاج گنج کہ متصل رہتے تھے معلیٰ کرتے تھے
 بشیر محسن و مدین و ترجیح بند کتے تھے کلیات انکا نظریہ سے گذرا

عجب سیر و گیتی نظیر اس زمین کی
 ابھی یکدگر حج سے سنبل و گل
 ابھی وصال تھا زکس و سترن تھا
 ابھی تہا ہم جوش سر و دہن تھا
 ابھی شہر تھا قمر سے نعرہ زن کا
 ابھی شہر تھا قمر سے نعرہ زن کا
 کہ نام و نشان بھی نہ تھا وہاں چین کا

وزیر مختصر خواجہ محمد وزیر بلکنوی خلعت خواجہ محمد فقیر نامی شاگرد امام بخش ناسخ سلسلہ
 انکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے شعرا چہا کہتے تھے ۲۲ راہ
 ولقیہ ہشتاد ہجری میں فوت کی دیوان انکا نظریہ سے گذرا

جائے لگا جو زہم سے وہ ہمسوار
 مانند موج اسب نے جب کی شتا و تیا
 دربار و ان ہوا مرے خیم پر آب کا
 حلقہ مہنور کا سب گیا غلغلا رکاب کا

ہدایت مختصر ہدایت اللہ خان دہلوی مرید و شاگرد حضرت خواجہ میر و زرد
 قدس سرہ شہر صاف و شیرین کہتے تھے شامہ بارہ سو پندرہ ہجری میں انتقال
 کیا صاحب دیوان گذرے

<p>۲۹</p> <p>قطب منتخب</p> <p>آئے سے بلکہ نامہ و سپہ سر رکھیا</p> <p>راتوں کو اپنے پاس وہ گلہ نام رکھیا</p>	<p>کیا دن تھے وہ بھی آہ ہوا کہ جن دنوں</p> <p>مدت ہوئی ہے اب تو ملاقات بھی نہیں</p>
<p>بہمہم شخص سیر محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشد آباد خلعت میر محمد حیات حسرت شخص</p> <p>شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت</p>	
<p>سنتے ہی اس بات کے غصہ ہو کر ڈنگا</p> <p>یہ خیال اب آپ کے خاطر میں ہی ڈنگا</p>	<p>ایک دن مانگا تھا بوسہ مینے اوس سے مبارک</p> <p>کیون جی تم کرنے لگے ہو تو کد کد کد کد</p>
<p>ہو س شخص نواب محمد تقی خان خلعت نواب مرزا علی خان بن نواب سالار جنگ</p> <p>باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصطفی صاحب تذکرہ سداپاسخن نے جو لکھا ہے کہ</p> <p>لیلی و مجنون کے مضمون سے کوئی غزل انکی خالی نہیں محض غلط ہے اشعار ان کے</p> <p>بھر متقارب و متدارک میں بہت خوب ہوتے ہیں انکی شنوی لیلی و مجنون و</p> <p>دیوان نظریہ سے گزرے</p>	
<p>بیٹھے چپ رہنا ہی بہاتا ہے مرا تکو کیا</p> <p>اپنی قسمت کا میں کرتا ہوں گلا تکو کیا</p>	<p>کیا غصہ ہے کہ کسی سے نکروں بات ہی نہ</p> <p>تم خفا ہو گئے کیون یہ بھی ستم ہے کوئی</p>
<p>ولہ</p> <p>در میان میرے اور او کو خلی تھی بار</p> <p>دوسرے دشمنوں کو او کو ہوا رت سوین</p> <p>تا کر منہ پر دوپٹا بدم سر د کس</p> <p>لیکن سہا پت میں یا و کیا تکو کیا</p> <p>جون ہی گہر لے یہ بولا کہ ہوا تکو کیا</p> <p>تم لگے پوچھنے کیون میرا پڑا تکو کیا</p>	
<p>ولہ</p> <p>ہر چند وہ سونے مری جاتی سو لیکر</p> <p>وہاں کے شہر کے مضطرب ہی مابین</p> <p>لیکن مجھے اوس بات بھی آرام نہ آیا</p> <p>کچھ وصل کی لذت کا فراٹنے نہ پایا</p>	
<p>روایت با سے محدہ</p>	
<p>چراغ شخص نواب علیہ الامان حال انکا بغیر تحریر ہو چکا ہے۔</p>	

نقطہ منتخب
باطن میں وہی لاگ ہے آپس میں اگرچہ
اندر پر روشن ہے دلون کی تو تحقیقت
مجاہد سون کے خطرے سے ملاقات نہیں ہے
مجاہدین یہ کچھ حرف و حکایات نہیں اب

ولہ

اس لیے بیٹے اوستے گئے تھو اسکی طرف
سو پہرے اوستے ہی گھر طالع برکت سے
وکیلین کب نمرل مقصود کو پہنچاے نصیب
وکیلین کب نمرل مقصود کو پہنچاے نصیب

میر محمد علی خان صاحب در عرف مرزا حاجی نائب مرزا غازی الدین
والی لکھنؤ خلف منشی مرزا حفیظ اسٹا دیلی صاحب زینت لکھنؤ شاگرد
مرزا قتیل پرویز زبان میں شعر کہتے تھے دیوان انکا نظریہ گذرا

بجسے کہنے وہ لکے کل کہ نہیں کچھ معلوم
درد دل ہے ہی کیسے کہ کرین کچھ تدبیر
بے رورویہ کہا کیا کمون اپنا حوال
بر زبان تک نہیں لاسکتا ہونیں اسکا نام
ہنسکے کہنے لگے جب رہیے نہ کیے اتنا
کس پر تم نے ہو صاحب تمہیں کیا ہے مرغوب
کون سا وقت ہو جس رہا ہے مرغوب
ایک عیار دلآزار مرا ہے مرغوب
کوئی دنیا میں نہیں اسکے سوا ہے مرغوب
بول جال آپ کے بھی نام خدا ہے مرغوب

مصطفیٰ محمد علی خان غلام جہانی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے *

دیکھو تھما کے نہیں کہتے ہیں ہم باز آؤ
مستم ہو گئے میان مصطفیٰ ان باتوں میں
کوچہ یارین ہر وقت کا جانا نہیں خوب

مومن محمد علی حکیم مومن خان دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے *

کس پر تم نے کس پر فقہ تھا
کس پر تم نے کس پر فقہ تھا
کس پر تم نے کس پر فقہ تھا
کس پر تم نے کس پر فقہ تھا

میر محمد تقی خان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے *

شکوہ غبت ہے میر کہ اگر بتے میرا رونا
گزارا کسے خوشی سے جہان میں تمام روز
یا دلکا حال رہتا ہے درہم تمام شب
کس کی کئی زمانے میں بے غم تمام شب

نظام محمد علی نظام شاہ پشندہ را پوری ملی *

سبھی دیکھا کیے تھکے تھکے اندیا ایک کو بھی
 شمع کی رال ٹپکتی تھی گہبی جام کو دیکھ
 رات بیتے رہے ہم اور بت گئے پیر شراب
 مانگتا تھا گہبی منہ کھول کے گلگیر شراب

رویت باے فارسی

مسر و تخلص سید محمد علی ولد سید علی طباطبائی نو اسد میر شیر علی افسوس بکشدہ
 کلمتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے ہیں کلام اپنا رستم اکھروں کو دکھلاتے ہیں اطراف ایران
 و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ بہت سے ملکوں کی اور شہروں کی سیر کی ہے۔

راہ میں پا کے جو اوس بت ہو کہو نا
 میرے گہر بھی تو کہی آئے آپ
 کہے منہ پیر کے اک شوخی سے
 پہلے منہ اپنا تو بنوائیے آپ

رویت تائے قوتانی

جرات تخلص قلند بخش پتیر حال انکا تحریر ہو چکا ہے +

شب وصال میں جو کہ تپتے عیش سو وہ کمان
 عجب طرح سے گزرتی ہے اب ہماری رات
 کہ شغل اور تو کیا ہے مگر کب کر نا
 فغان و نالہ و فریاد و آہ و زاری رات

ولہ

جد اہوئے ہوں جو اولین لب نہ نام سج
 میرا ایسی بھی آئی ہے لاکھ باری رات
 یہ پاسے اتب وہ صحبت نہیں ہے خواب میں بھی
 اسی خیال میں ہم جا گئے ہیں ساری رات

ولہ

کہا میں جو کل اوس کو کہ کل تک پاس جرات
 دم آفر غنیمت جان اوس بیمار کی صحبت
 تو بولا وہ بت کا فرضہ اکا نام لو صاحب
 غضب ہے میں بہلا اور ایسے بظاہر صحبت

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم مرحوم دہلوی شاعر و نصیر دہلوی استاد
 جنت آرام گاہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ
 و عالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم اکھروں کے زعم میں رنجیتہ گویون میں اس وقت کا

شاہزید انہیں ہوا اس کے بعد چری میں راہی ملک بقا ہوئے دیوان انکا نظر ہو گدرا

قلم

کل ایک تارک دنیا سے اپنے پوجا دوی
گذرتی ہوگی یہ آرام زندگی تیر سی
کہا یہ اوسنے کہ قید حیات میں انسان
اوٹھا سے ہاتھ جہاں سے ولیک کہا اگلا
چٹا جو کوئی گرفتاریوں سے دنیا کے
رہا وہ خدمت مرشد کی قید میں برسوں
گر ایک عمر میں پنچا مقام اعلیٰ پر
جو دستگاہ تصرف میں ہی ہوئے اوسکو
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کی بھی
جو ہوشیار ہے تو ہی وہ شرع کا پابند
نہیں ہے و ام علاق سے مطلق آزادی
کہا ہے خوب سینے پیغمبر جہت
کہ کہ قطع تعلق کہ ام شد آزاد
کہ تو اکثر کے ادھر سے او د ہر ہوا پیوست
کہ تجکو اب نہ غم نیست ہے نہ شادی نہست
کہی نہوگا دل ہتودہ گوہر نیست است
کہ با فراغ کرے کچ عافیت میں شست
تو سلسلہ میں فقیری کے پھر ہوا پابست
کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
کہا یہ شوق نے ہو بہت بلند نہ نیست
تو یہ ارادہ ہوا اور ہی ہوں بالا دست
کہ نفس دشمن ہو کش ہے اسکو دتے شکست
پہنسا ہوا ہے وہ کیفیتوں میں گر ہوست
مجال کیا کہ نکلیا سے کوئی کر کے حبست
گیا زبان غول و کلم جیسے تیر از شست
بریدہ زہم با خدا گرفت راست

طیش شخص خاص مرزا جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

طیش میں کیا کہوں احوال شب کی صحبت کا
کہ میں ادھر تو بلا نہیں لیا کیا اور ادھر
نہیں نہیں ہی میں اوسنے گزرا ہی ساری رات
نہیں نہیں ہی میں اوسنے گزرا ہی ساری رات

ظفر شخص مرزا ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی خلف محمد کبیر شاہ
گورکانی شاہ کریم دہلوی و محمد ابراہیم ذوق بعد غرض شاعر کی رنگون میں شریف
رکتے ہیں اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے ہیں شعر نہایت شیریں و نکین و پامزہ
کتنے ہیں چار دیوان انکے نظر سے گذرے

ہنسنا اور بولنا ہے عالم حیرت میں کہا
کہلے کس طرح بہلا عاشق دلگیر کی بات

اور نہ کانوں سے سنی بلبل تصویر کی بات	دیکھا ہستی گل قالین کو نہ آنکھوں سے کہی
۳۳	۳۳
سمجھ میں آتی نہیں شیخ مہ جبین کی بات جو آسمان کی پوچھوں کہی زمین کی بات	جو ایک دہنک پہ ہو بات تو کہا جائے اگر زمین کی پوچھوں تو آسمان کی کہے
نماں شخص خاص نواب یوسف علی خان بہادر ولی راہپور انکا ذکر پیش ہو چکا ہے	
کہ سنگ راہ ہو سے کو سہار کی صورت بنی نہ جب کہ کوسین درکار کی صورت	گیا تھا کیوں زن خسرو کی تاک میں فرما و یہ وہ مثل ہے کہ کی اختیار مزدوری
روایت تہا سے ہندے	
آتش شخص خاص خواجہ حیدر علی لکنوی خلف خواجہ علی بخش شاگرد مصطفیٰ شہار کے عاشقانہ و پیغمون بہت خوب ہوتے ہیں سوائے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے شہداء ہجری میں وفات پائی و دیوان انکے نظر سے گذرے	
لین متاع دل حب لوٹ نہیں سرور پر میر لیتا لوٹ	کیا عجب جو وہ گیسو سرسنگ جانتے ہیں کہ فرج جنگی سے
آتش شخص خاص آتش خان ذکر انکا پیش ہو چکا ہے	
رنگیا اونکا دویٹہ بھی چہرہ کٹ سے لپٹ ہے کلا کہیلنا تجکو تو کسی ٹ سے لپٹ	دہم سے ہم دونوں کے فرش پہ اس لپٹ چوٹ کہا کر لگے کہنے کہ اگر آپ ہے
رنگین شخص خاص سادات یار خان مرحوم دہلوی ولد محکم الدولہ ملہا سب بیگ خان نورانی شاگرد شاہ مہر مہر جو مہر فون سپاہ گری کو ابھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہروں کی سیر کی تھی کلکتہ میں بھی آئے تھے ریختی کے موجود تھے ریختہ و ہرل ہی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی ۱۱۸۶ ہجری میں انہی برس کی عمر میں انتقال کیا دیوان ریختہ وریختی و ہرل و فرس نامہ و حکایات رنگین و مجالس رنگین اور کئی شہنویان ان سے یادگار ہیں صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشا اللہ خان کو ریختی کا موجود قیاس	

۳۴
 قلعہ تختیہ خطا کی ہے کہو کو غوث خان اور احمد خان نے نسخہ دریائے لطافت میں لکھا ہے کہ
 اور انہوں نے اس زبان کو سعادت یا رخمان رنگین سے اخذ کیا ہے دیوان اور فرستہ
 اور میاں رنگین اور شہنوی او کی نظر سے گزری

رہبستی

شہر کی پٹی جو بین زناخی سے	منہ پر انجیل کی اوس سے کرکراوت
پہن باہر وہو یون کسا رنگین	ہے چمننا ترا می ہر جوت

رویت نامے مشلثہ

محرو و تخلص خواجہ بی بخش کشمیری کلکتہ میں بشغل تجارت رہتے ہیں شعر اچھا کہتے ہیں
 کلام اپنا پر اشم الحروف کو دکھاتے ہیں

رہبستی

بیفانہ ہیں گریہ وزاری فراق میں	محرو رہیں یہ نالہ و شور و فغان عجب
اوس سنگ دل پہ ناک ہی کرتے نہیں	رورو کے دے رہا ہے تو کیوں اپنی جان

رویت جیم عربی

شہر کی تخلص میر حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشہ لکھا گیا ہے :	
کیون مکر ہو تم تجلی سے	ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے آج
وہوئی کیا نا موقت اوس سے	کہ مزاج آپ کا خفا ہے آج
جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشہ تحریر ہو ہے :	
اے پیغمبر تجھے لینی ضرور ہے	شاید ترا مریض ہو جو تمام آج
گزار جو میں اوپر سے تو کیا کہوں	کیا کیا بیان کرتے ہو لیکے نام آج

ولم

گالیان تو ہیں محبت کی عبارت پیارے	کب میں کہتا ہوں کہ لکھ مجھے دشنام بھیج
-----------------------------------	--

<p>پر یہ ڈہرکا ہے کہ جاوے نہ کہیں خطا کڑا اگر کے سزا مہ تیج سریر مرانا مہ نہ پہنچ</p>	<p>۳۵</p>
<p>ولہ</p>	<p>قطبہ منتخب</p>
<p>کل نئے وہ ربط ہم سے وہ نظیر تہین بہار کی حیران ہوں میں یہ بات ہے کیا مجھ کو تو نبٹا</p>	<p>بہر خطہ تیری جانب در کیوں نظر ہے آج دھڑکا لگا ہے کیا یہ تجھے کسکا ڈر ہے آج</p>
<p>رند تخت لعل سید محمد خان ولد نواب سراج الدہ و لغیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندہ فیض آباد و مقیم کھٹکوش اگر دخواجہ حیدر علی تپش شرم صاف و عاشقانہ خوب کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گذرا</p>	<p>گورتا ریک ہے اور عالم تنہائی ہے آند آمد ہے نکیرین کی ہوتا ہے عذاب میں تڑپا ہوں لرزتی ہے زمین کتنی ہو غلطی طلبش تخلص مرزا جان حال انکا پہلے لکھا گیا ہے +</p>
<p>دست و پا کاٹتے ہیں پیش اعمال ہر آج روح تہراتی ہے و شبست سے عجب حال ہر آج زلزلہ آیا زمین ہتی ہے ہو بچاں ہے آج</p>	<p>اک بوسہ پہلے دیجیے پر قتل کیجیے یعنی دروغ کہتے نہیں اوس وقت فصیح تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف سیان گلہ ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاہ گرد میر محمد می مائل آخر عمر میں حسب طلب دیوان چند ولالہ حیدر آباد و کمن کو گئے دیوان شش ماہ میں وفات پائی مضامین عالی و نازہ خوبیاں نہ ہوتے تھے سنگ لاج اور کل زمینوں میں ان سے بہتر لکھنے والا پیدا ہوا نہیں دیوان انکا نظر سے گذرا</p>
<p>مملو اس آرزو سے جو مجھ زار کا فراج جس چیز پر کہ ہوے کنگار کا فراج</p>	<p>کچھ ہی ہے یعنی در و دل زار کا علاج بیمار ہو تو بھیجے بیمار کا علاج لقمان سے بھی وہم کے آزار کا علاج</p>
<p>پوچھا جو بنے اپنی مسیحائی وقت سے بولانہ در و دل نہ پش شق ہے تجھے مان ایک وہم ہے سو نہیں آجکے</p>	<p>رویت حبیم فار سے</p>
<p>جہرا ت تخلص سیان بیکہ مان قلند بخش حال انکا آگے لکھا گیا ہے +</p>	<p></p>

دونوں طرف سے گریہ طبیعت کا تھا لگا و
جو کچھ نہ کہنے پاسے کہ مجلس ہوئی تمام
صحبت ہوئی یہ اسی ہی اک انجن کے بیچ
وہاں جہلی جہین گھٹی بیان کی سن کچھ

وہ

کس طرح سے ذلت و خواری و ٹہا کرتا
تہا یہ خیال کہ متوجہ ہو وہ ذرا
پر کیا کہیں کہ صرع سو رہے سب حال
جرات گہرے تھے پار کے ہم انجن کے بیچ
تو درودل سنائیے شعر و سخن کے بیچ
ایسی کی اک نگہ کہ رہی سن کی سن کچھ

طیش تخلص مرزا جان حال انکا پتہ نہ لکھا گیا ہے +

بے غم مذیک شب کے برابر ہوئی
پس گاشن آفاق ساز کی سر آہ
بعد اوس کے تو آخر جو صفی ہن والا کوچ
جون غنچہ رہے را نکو اوس صبح کیا کوچ

روایت حاسے خط

جرات تخلص شیخ یحییٰ مان قلندر بخش پہلے اکھاڑ کر ہو چکا ہے +
وہ دن کہے کہ روٹتے تھے ہم تو سب سے تم
برسون میں اب جو آئے تو کتنی کسی سے ہو
نہت سے کہتے تھے کہ سناؤ کسی طرح
بیان سے انہیں تو ٹال سناؤ کسی طرح

روایت حاسے مجمل

جافض صاحب تخلص سیر پار علی لکھنوی ولد میر اسٹن شاگر دونوں عاشور علی خان شہزی
اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہن دیوان اکھا نظر سے گزرا

کہتی ہے میری صبح گنور بہتی شام پر
اس کل موئی نے مانگ میں سیند و ہو بہر
ہوتا شفق کا رنگ ہے جب آشکار سرخ
کرتی ہے یہ گنوار بھی اپنا سنگا سرخ

روایت وال مصل

رنگین تخلص سعادت یار خان دہلوی حال انکا پہلے تحریر ہو چکا ہے +

جب اوس سے کہا کہ مجھ کو تم سے کیا بار وہ کمال کہلا کے رہ گئیں	ملنے کا ہے اشتیاق جب بولے کہ چہ خوش چرا نباشد
وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی حال انکاپیشتر تحریر ہوا ہے *	
خیال قدیم ہے قد قامت اہلواہ فغان رکوع الفت ابرو میں ہے خشم قامت	غشی نماز ہے تکبیر عاشقان فریاد سجود کا ٹپکنا ہے اور اذان فریاد
روایت وال بہت ہے	
نور تخلص منشی مصمماں جبر و لد منشی حسن علی برادر عمر زاد منشی اسد اللہ مخدوم شہزادہ ہو گلی مقیم تاج گنج کلکتہ آغاز جوانی میں انتقال کیا انکی طبیعت کو شعر گوئی سے نہایت منہایت تھی کلام اپنا رستم اکھوت کو دکھلائی تھی	
قاتل عاشق جو ہے تیغ نگاہ کیون نہ زبیا ہے اسے تمیز	آئینہ ہے خشم فغان پر گھمت تیغ زن کو تیغ بزان پر گھمت
روایت ذال معجب	
آصف تخلص نواب آصف الدولہ بہادر حال انکابیان ہو چکا ہے *	
خط جو آیا تو ہوا شوق سے آصف کا یہ حال میان تک بیخود میں آنکھوں پہ لے لیکے ملا	رنگ کے مارے کیونہ دکھایا کاغذ بن پڑے آنسو دے رور و بہا با کاغذ
ولہ	
کاغذ باد کے مانند اوڑا گلیو نہیں قاصد ابکی زبانی ہی رہی رور و کر پہنکد تیا کہ ملا دنیا کہ دہوڑا لٹا پر	یوں ہی برباد کیا یہاں سے کیا جو کاغذ کیوں اوس شوخ سے جو وقت اوسود کاغذ اوسکے احوال کا ایک مرتبہ سنلو کاغذ
ولہ	
خون دل سے لکھا ہے عاشق نے	باندہ اے شوخ خطر تو یہ

فائدہ ہو گا حسن جس کے گا
نکرے گا یہ کچھ سر تقوٰیٰ

انشا تخلص میراث اللہ خان انکا حال پیشتر تحریر ہو چکا ہے *

گرچہ سیانوں نے پڑھ افسوں بہت اتوار کرد جی بلا اپنا سپون کا کئی لونگ اور اسپند جس پر ہی کا مجھے سایہ تھانہ اوتر اہر گز حاضرات اب نکر و اب نہ میر ہو سورہ جن شیخ جی چو تو میان چڑھے نہ گھولایے خیر انا کی جو چا ہو تو پلا دو د ہو کر	خون بہ ہر سے مرے واسطے لکھا تقوٰیٰ مشک سینہ ورا اگر مرج فلینا تقوٰیٰ کام آیا نہ کسی شخص کا گستاخ تقوٰیٰ دوستو چپ رہو جانے بھی دو کسا تقوٰیٰ آب نیان مین لے کور اس کور اتو یز اوسکے بازو کا وہ نہ ہاں رو پہلا تقوٰیٰ
---	--

حسن تخلص سید غلام حسن دہلوی سقیم لکھنؤ ولد میر غلام حسین ضاعک و من انکا
ہرات مولد و جانی تربیت دہلی میر ضیاء الدین ضیاء سے کسب سخن کرنے سے شروع جوانی میں
فیض آباد میں جا کر نواب سردار جنگ ولد نواب سالار جنگ کے رفیقوں میں داخل ہوئے
شعر پر فرہ و شور نگینہ خوب کہتے تھے شتوی سحر البیان معروف بہ شتوی بد و سبیر
لا جواب کسی ہے لہذا ہجری میں وفات پائی شاعر شیریں زبان انکی وفات کی تاریخ ہے
کلیات انکا نظر سے گزرا ان سے یک تذکرہ بھی یادگار ہے * * * *

درودیو ارپہ کو چہیں جس نے اوسکے تو بھی اوسے نہ نظر کی نہ اودہر و کیا نام کس توقع پہ بہلا اب کوئی لکھے نامہ	اچھے احوال کا لکھ لکھ کے لکایا کاغذ نہ کٹری ہو کے کسی سے و ویر ہایا کاغذ وہاں برابر ہے لکھایا نہ لکھایا کاغذ
--	--

روایت رائے محمد

احسن تخلص مرزا حسن علی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے *

اغیار نے شہت پر عبت دی ہے کہ حسن بارب یہ خبر یا تلک کاشش نہ پہنچے	بے دل سے فدایان سے قربان ہے اوپر یہ تم محض و سب سے بہتان ہے اوپر
--	---

انشا تخلص میراث اللہ خان حال انکا بیان ہو چکا ہے *

<p>چکیان لے گالیوں کی خواہ تو بوجھ کر اور غل کر اور چلا اور تو بہ دھسٹ کر</p>	<p>۳۹ چھوڑے ہیں اب کوئی دو چار بوسہ بن لیے ہم نہیں ڈرنیکے ان باتوں سے پیار ہو سوتا</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>ہیں سبکی بن بنیم کے پیہن کے اندر یہ رنگ کوڑے کوڑے کیونکر کن کے اندر</p>	<p>گل سے زیادہ نازک جو دلبر ان عینا سے محکوم یہ عجیب سوئیگے پاؤں ہیللا</p>
<p>او بائیں محلکس شیخ امیر الزمان سرزادہ لکھنؤ مصحفی سے کسب سخن کرتے تھے :</p>	
<p>لکھایا تھے تہا ومان او ہی یک تاکیر بستر ہمارے گہر میں چلکر کھجے جابی پاک پر بستر سر پر عرش پر سر ارم ہو یا خاک پر بستر</p>	<p>فقیرانہ جو کل جانکے ہم اس بت کو کسبتین وہ شاہ گلر خان تھے حسن خلق سے بولا کہا تھے مینا فیما جب فقیروں کو برا ہے</p>
<p>جائے صاحب محلکس میرزا علی رشتی کو حال انکا پتہ بیان ہو چکا ہے :</p>	
<p>یہ چال او کو گہر کی نظر آئی زور پر لوٹے گہر سے یہ بہنی پر سیکے ٹھور پر</p>	<p>حجیرین باجی ایک سہمان تھا کہا دلو ایسا شب برات میں مرد و کافانہ</p>
<p>جرات محلکس شیخ قائد بخش ان کے حال بیان ہو چکا ہے :</p>	
<p>بکار آکر و گہر میں سیکو با میر اگر نپس دیوار رہتا ہے گہر او دو پر اگر</p>	<p>خدا کیو اسٹے کہید بھیجی مینا میر اتنا نکلو ایگیا ہے جو تمار گہر کو وہ مہنظر</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>بیتے تو میرے پاس ہیں لے ہر بان پر جو دل میں ہے تمہاری سو اپنی زبان پر</p>	<p>گہر انے سے تمہارے یہ ظاہر ہے اب کہ آیا جانا کہین ہے اور ہی نصیر ہو معاف</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>ہے دو شیر تیرا ہوا دامن او ہر او ہر جرات جو دیکھتا ہے تو حیران او ہر او ہر</p>	<p>تغیر رنگ رو بہ چرمائی ہے ماستین ملوہ تجھے کس آنہ رو کا نظر پڑا</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>نیو چھ بجے تو آخر نشین ناکی خبر</p>	<p>چین کی کسو خبر ہے زبکہ حیران ہو</p>

برنگ بلب لہو پر کیا کون تجھے	نہ مجھ کو اپنی خبر ہے نہ گلستا کی خبر
ولہ	
ایک آہ دل سے کہیں گے رہ جاؤ ہین ہم آہ	دل کو مسوس کرنے پہ ماتمہ اپنے مار کر
کننا کیس کا یاد جب آتا ہے یہ ہمیں	اتنا ہی ہج ہج کے تو مجھ کو پیار کر
ولہ	
ازل سے ہے یہ فلک آہ نقشہ قد پر داز	رہوں نہ کیونکہ میں اوس اپنے دلستان سے دور
بٹماے عاشق و معشوق کو جو ایک جگہ	یقین کیجیو تم ہی یہ آسمان سے دور
ولہ	
یہ زیر زمین سے سنا شور ہم نے	قدم زور سے ٹک جو مارا زمین پر
کہ غافل نہیں خوب چال چلنا	کبھی اپنا بھی تھا گزارا زمین پر
ولہ	
سرگوشی یہ بیوجہ نہیں میری طرف سے	شاید کہ قریب اوس سے سمجھا ہے کچھ اور
کل تک تھا ہم ربط سلی کی تہیں باتیں	پر تاج مرے حق میں وہ فرما ہے کچھ اور
ولہ	
ہوئی تھی سبکہ رنگیہ غیرت آنکھیں شہ کو	گلے سے اوس کو اوٹھ آیا تھا رنج کی قسم کہا کر
ولی میں لکڑیا تھوں ات میں لکھنوی میں کاٹی	سحر ہوتے ہی پہلی راہ اوس کو چھلی گہرا کر
حسن و خلص خواجہ حسن مرحوم انکے حال کا بیان ہو چکا ہے	
آیا وہ دیکھنے کو ہمارے دم آسے	آخر کی اک نظر پر ہی دس نازنین پر
ہم سمجھے یہ کہ اپنا اور اوس کا ازل و اوم	موقوف تھا ملاپ دم و دسین پر
رنگین شخص مساوت یا رخاں مرحوم بدلو می ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے	
پاکے تنہا جو کل دو گانا کو	میں نے جہا قی ملی جیت کے زور
چونکتی ہی وہ بولی سبلی بہر	اوہی میں مر گئی موئی در گور

جب کہا نیے کہ میرے گھر یلو	تب مری گویا نے امی رنگین بیکار
گلاب اور گلی کو رکھ کر یون کہا	میں ترے گھر جاؤنگی اسے دور پار
سو ورتا مخلص مرزا محمد رفیع انکو حال کا بیان ہو چکا ہے ۛ	
عقل نے اکیہ ن آکر یہ کہا سودا	پاس یا ہنسے رہا کیجے یا ہنسے دور
لیکن اتنا ہی کہ وہ کام نکچو سکا	جسکا ثمرہ رکے تلو دل عالم سے دور
طیش مخلص مرزا محمد اسماعیل انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ۛ	
کسے رات کو یو چھا جو اس سے محفل میں	اجی طیش کو کیا مٹنے کس سبب سے دور
تو سر کے لگا کٹے تم نہیں واقف	کچھ اک وہ باتیں لگا کر نے تھا ادب سے دو
مصحفی مخلص غلام ہدانی انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ۛ	
یک کاٹھہ سرنے یہ کہا راہ میں مجھ کو	ناگہ جو نظر میری پڑی او کی جبین پر
اسے مصحفی ہک دیکھ تو قسمت کا لکھا ہا	اتیک بھی میں رلتا ہوا پرتا ہون زمین پر
و لہ	
دوست مصحفی خستہ کا کیا کیے علاج	غم خوبان سے ہو اسے یہ بچار آست
سوچ کر بہ خدا غم ہی تو کچھ تیار و	کار افتادہ باہین کا شمار آست
مومن مخلص حکیم مومن خان مرحوم انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ۛ	
سب ستم بے بہانہ نظر و نہیں تھے ناصح نبوچ	کیا کہو نہیں غش ہو کیا سوچ کر کیا دیکھ کر
جو نقاب اوٹے مے آنکھوں پہ پردا پڑ گیا	کچھ نہ سوچا عالم اس پر وہ نشین کا دیکھ کر
میر مخلص میر محمد تقی انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ۛ	
آزیارت کو قبر عاشق	اک طر حکا ہے یہاں بھی جوش بہار
انکے ہے میرے خاک سے زگس	میں نے اتیک بے حسرت ویدار
نستاج مخلص جامع اوراق ۛ	
قاصد ابھیرے قربان جان و دل یہ کیا کہا	جلد چلیے کر رہے ہیں وہ تمہارا انتظار

ہم نہ مانیں گے نہ مانیں گے کہی ^{قلہ منتخب}
 یہ غلط کتاب ہے تو اونکو ہمارا انتظار

روایت رائے ہندی

انشاء تخلص انشا اللہ خان ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے *
 انشا جو ہوئی جو دے سو ہو دی کو ہے بین
 لیجا کے چکے چکے دشتا کے سبے ہاتھ
 تاجند ضبط آہ تو اوس دلہیا کو چھیٹ
 ناخن گرو کے چٹکی لے انگشت پا کو چھیٹ

روایت رائے معجم

چراغ تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے *
 تب سے ہم خاک نشین او کی گلی میں ہیں آہ
 اس نہ است پہ نظر کیجیو سپر وہ شوخ
 گھر سے دیکھ ہی نہ آتا تھو وہ خواہ ہنوز
 آتشنا ہو کو سمجھتا نہیں واللہ ہنوز

روایت سین محلہ

آصف تخلص نواب آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے *

مراپ کے تو یہ اطوار ہی نہیں پیا کہو ہو اپنی ہراک اولیٰ بات کو سید ہی خدا ہمارا مہین ہے چاہیے سیدنا	ہر ایک بات کا لڑکھو جوت و برکس ہماری سید ہی کو چھو اور نہ غریس مہار سے جین جہانگ کہ ہو کر و غریس
--	--

ولہ

موا ہے تیر میری تیرا عاشق غم کش وہ قبر سے نکل آئیگا مراد مہ	ذرا تو فاتحہ پڑھ چلو تاکجا و سو اس کمال و سکی روح تو خوش ہونہ و ملیا سو اس
--	---

انشاء تخلص میرزا اللہ خان انکا حال پیشتر لکھا گیا ہے *

میں جو شب اون سے راہ میں پستا ہاتھ پائی ہوئی کچہ ایسی کہ پیر	بیم حاکم رہا نہ خوف حس اونکی اونکی کی چڑھائی جھٹنس
---	---

<p>۴۳</p> <p>نہیں اتنا کیا کہنے بس ارے میں اگ اور تو ہی خس تب تو تھرے کہ دیکھے بوسے دس مجھے پٹے کرے جو اور ہو بس آٹھ تو دس ہوے بس پٹا بس</p>	<p>لگے کہنے کہ میرے دامن کو بفت مل جائیگا پری ہی سرک جبکہ دیکھا کہ چورتا ہی نہیں گن کے سولیلی کیا رہوان نہ سے ایک دو تین چار پانچ چھ سات</p>	
<p>تراب تخلص شاہ نرائب علی مرحوم حال انکا بیتر لکھا گیا ہے *</p>		
<p>یہ حرف کہے کون تم گارے افسوس غم کہنے بناوے کوئی غمخوارے افسوس</p>	<p>بس کرتا ہے بندہ خدا سے تو ذرا ڈر بس اونٹے یہ آئین نکالی ہے زالی</p>	
<p>رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا بیتر لکھا گیا ہے *</p>		
<p>یہی کہتی ہوں کہ میں افسوس اکہی رنگین گئی میں کالو کوس</p>	<p>یاد میں اوسکے ہر کے ہند ہی سن دیکھئے کب خدا ملائے گا</p>	
<p>زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندہ پانی پت شکر گردنشی کراست علی مرحوم شہید سے</p>		
<p>یہ ہے اشارہ کہ قتال عاشقان ہیں دس نگاہ چشمک و عشوہ سخن عیان ہیں دس</p>	<p>ہے اوسکے بینی کے پہلو میں یہ جو نقطہ خال اواوناز کو نیمہ جفت و غمرہ و آن</p>	
<p>روین شین مجب</p>		
<p>آصف تخلص صفت الدولہ بہادر حال انکا بیتر لکھا گیا ہے *</p>		
<p>کرتا ہوں اوسے دیکھ کے تقریر فراموش لکھوں تو کروں سو مجھ کو تحریر فراموش</p>	<p>گر جا ہوں زبانی کہوں کچھ حال دل اوس سے خیرت زدہ عشق ہوں ہر طور سے مشکل +</p>	
<p>رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا بیتر تحریر ہو چکا ہے *</p>		
<p>جیمین آنا ہے جیسے بچے عیش بس بس اب مجھ کو مت دانا شیر</p>	<p>کل جو بیٹے کہا زناخی سے تو لگے کہنے یوں وہ اے رنگین</p>	

روایت مسعودی

احسن تخلص مرزا حسن علی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے۔

لکھا جو اوس سے نہیں جانتا تو آسن کو مجھے تو اوس سے نہ تھا پیشتر متعارف ہی تو ہوا ہے کئی دن سے اوس سے مان اخلاص

روایت مسعودی

منجور تخلص مولوی و احمد علی مرحوم غلام مولوی عبدالحی نامی سرہندو ناما کے شمار اردو فارسی خوب کتے ہیں کلام اپنا راسم انھوں کو دیکھانے ہیں

ہے مونٹ وہ جسے ہوتی ہے دنیا کی طلبہ اور حشمت وہ ہے جو رکھتا ہے عقبے سے غرض ترک کر منجور دنیا کو اوٹھا عقبے سے ہاتھ تو اگر ہے مرد اور کہ اپنے سوا سے غرض

روایت طاس کے محلہ

حسن تخلص سید غلام حسن دہلوی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے۔

پوچھا جو میں حسن سے کہ آیا ہے قیرایا ہنس کہ کتاب اور سن کہ ایسے کہاں نصیب وہ بار جنگی جہل ہے اکثر فراج میں انواہ یون اور می ہے پیچ ہے وہ یا غلط باندہ یا سبھ چھپا دیار وین سننے یہ تو تیا غلط بننے کے و اسنے انھوں نے کہدیا غلط

حیدر تخلص منشی مصطفیٰ حیدر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے۔

کیا جسے تم جھپانے ہو ہم جانتے ہیں سب کر و نسیب کا نام و نشان تک بتا دین ہم ہر روز اسے جانتے ہیں جو بجا بجا کے خط کل کس کا قلم وہ بڑے شہر ہے جھپانے کے خط

طیش تخلص مرزا محمد اسماعیل عرف مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے۔

ابھی نہ وصل ہیں مروت بوسہ ہوایدل زیادہ کر نہ لب یا شکر گین ہے ربط

<p>۴۵ مہلا انہیں ہے جو ہو جائے کہیں سے رابطہ</p>	<p>کہ ایک دن تجھے چھینی ہے تلخے ہجران</p>
<p>مصحفی تخلص غلام محمدانی حال انکا پیشہ لکھا گیا ہے *</p>	<p>مصحفی تخلص غلام محمدانی حال انکا پیشہ لکھا گیا ہے *</p>
<p>آگیا ہاتھ جو اک دن مرے اخبار کا خط یہ سمجھ کر مجھے آیا ہے مرے یار کا خط تہا مرے قتل کا مضمون کہ تلوار کا خط اب تلک کیسے میں موجود ہے سرکار کا خط</p>	<p>شکوہ کیونکر کروں آپ کا اے مشفق من لیکے قاصد سے بہت شاد ہو امین جی میں کہوں کراؤں کو جو دیکھا تو ہر اک سحر کو بیخ آپ کو اسکا جواب اور نہ تو دیکھ سلاؤں</p>
<p>روایت طائے مجھ</p>	
<p>منحور تخلص نشی اسد اللہ عرف علی جان حال انکا پیشہ تحریر ہو چکا ہے *</p>	
<p>بیان میں انہیں سکتا ہے دلہا کا کھاٹہ ہے چشم شوخ میں اوس شوخ کی بابا کا کھاٹہ</p>	<p>مہلا زبان وہ دے کیونکہ وصل کی منحور نگہ بھی وہ جو کہے توفیر کی چلن سے</p>
<p>روایت عین مہل</p>	
<p>اصف تخلص اصف الدہ بہادر حال انکا پیشہ لکھا گیا ہے *</p>	
<p>اصف یہی کہتے تھے یہ تکرار دم نزع ٹک جا کے دکھا لائے گلزار دم نزع</p>	<p>جب مرنے لگے بلبیل شوریدہ قفس میں صیا و تجھے بخش دیا خون میں امیت</p>
<p>ولہ</p>	
<p>کم ظرف و یکہ ہم ہی تو آخر میں ذرا شمع انصاف و لمین کچھ واسے دلکا شمع گر ہے پتنگ سوختہ جان بقرا شمع جینا بقیرہ بار کے ہے تنگ و عار شمع جیتے ہوئے پتنگ رہا جسکتا شمع نوشکر کہ کہ مر و وفا ہے شمع شمع</p>	<p>کل پتنگے بولانا کہ لبیل یہ یون پتنگ رور و کے یہ جواب دیا عند لب نے ہے شمع کے بھی و لمین محبت پتنگ کی پر و آنہ کو جلا کے ہوئی شمع ہی تمام فریاد و آہ و نالہ مہلا کس لیے کرے گل مہراں سنا ہے کبھی عند لب پر</p>

میں آہ آہ و نالہ نہ کہیں چون تو کیا کروں جلتے ہیں غم سے میری لکین مثل تار شمع

رویت غنیمت محب

جہرات مخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے

میں کیا کروں جو ہو لے ہیں گل خوبا کی سال
ہے عنقریب دیدہ خوب رہ میرا
ایسی ہفتیر بجے نہ کہ ماجراے باغ
دیوار و درفش کا ابھی کر دکھاے باغ

رویت ف

تراب مخلص حضرت شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے

چمن میں جب میں اوس مقام کو گیا
کہا باری تجھے میری بدولت
کیا چون باد صبر بے تکلف
ہوئی اجنت میرے بے تکلف

رویت و

تجلی مخلص میر حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

گئے تھو قبر تجلی پہ کل زیارت کو
عجب کہ تہنے تو مانگی مراد وصل او سجا
کہ تما شہید جفا نا کر بلاے فراق
دروں سے صوت خزین نکلا کہ ناخود فراق

جہرات مخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

اوڑ گیا ہے رنگ رو کا ہو ہو ہیں خشک لب
چشم تر تیری کھو دیتی ہے درد و دل ترا
تیرے چہرے نے نمایاں اب یہ ہیں آثار عشق
کیا ہو امنہ سے جو تو کرنا نہیں آتے عشق
تہنے بے حاصل جیسا یا ہم بھی ہیں تہنہ
کیوں نہیں کرنا ہے جہرات ہم سے تو اظہار عشق

طیش مخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے

طیش سے کتنے تھو وہ شبکو خفا کو وقت
خدا کے واسطے بس چوڑ دے کہین مجھ کو
لگا جو گری سے آئے ہی ابک بار عرف
بدن پہ ویکہ مرے کیا ہے بدیشا عرف

<p>۴۷</p> <p>قصہ منتخب</p> <p>نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے *</p>	
<p>لیلیٰ نے جب موقع عالم کی سیر کی</p> <p>پہچان کر لگایا جاتی سے اونچا پہر</p>	<p>دیکھا ہے ایک عالم و گھر کا ورق</p> <p>مجنون پاس لبہ زنجیر کا ورق</p>
<p>رویت کا فہرست ہے</p>	
<p>حسرت تخلص مرزا جعفر علی ولد ابو انیسہ دہلوی مقیم کٹوا آباد انکے عطار تھے کہ دونوں یہ بھی اسی شکل میں مشغول تھے بعد ازاں مرزا جہاندار شاہ ولد شاہ عالم باؤشہ کی رفاقت اختیار کی تھی خستہ ایام میں ترک دنیا کر کے گوشہ نشین ہوئے تھے کسب سخن سر پر سنگ دیوانہ سے کیا تھا اشعار انکے نہایت خوب و مرغوب ہوتے ہیں مثلاً</p> <p>ہجری میں وفات پائی دیوان انکا نظر سے گذرا</p>	
<p>حسرت ہزار رنگ سے بولا میں جھوٹ سچ</p> <p>لیکن سچ کے بات کو اوسنے اوڑھا دیا</p>	<p>یعنی کہ نوبت آنی سخن کی قسم تاک</p> <p>پہنچاتے ورنہ ماتم ہم اوسکے قدم تاک</p>
<p>رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا تحریر ہو چکا ہے *</p>	
<p>تو نے بوجھا کے جو رنگین مجھے کل</p> <p>میں نے اس سیر کی قسم ہے اپنا</p>	<p>لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک</p> <p>کیا روروں کے لہو پانی ایک</p>
<p>حبیب تخلص میر وزیر علی لکھنوی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے *</p>	
<p>تا کجا غم مرے مرنے کا کر اسے یار بناو</p> <p>خستہ آئینہ رہی دور سے کب تک نگراں</p>	<p>حال مشاعرہ رہی مضطربانہ کب تک</p> <p>دانت زلفونہ لگائی رہی شانہ کب تک</p>
<p>مستراح تخلص جامع اوراق *</p>	
<p>دیکھوں اوس جنگجو سے کب ہوسلج</p> <p>مل چکے سینہ اوسکے سینہ سے</p>	<p>اور زبان سے اُسے زبان کبتک</p> <p>سینے میں دل ہے تہاں کبتک</p>
<p>کب بھلاتے ہیں دیکھوں یاد مری</p>	
<p>نزع میں دل خراشیاں کب تک</p>	

جان کتبک شکستی ہے ستار	آتی چیم ہین چیکیان کتبک
------------------------	-------------------------

روایت کا فاسر سے

جرات تخلص قلندر بخش حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے +

ننگت کو تری دیکھ کے کہتے ہیں یہ خوبان	ایسا تو کہیں ہنسنے نہ دیکھا نہ سنا رنگ
گو اور بھی گلہ وہیں مرقع میں جہان کے	لیکن تری صورت کا سبھوں سے ہے خدار
جو رنگ نرکت ہے سو نقاش ازل نے	حق یون ہے وہ تصویر میں تیری ہے ہر رنگ

فصحت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندہ راپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق
حافظہ یادست رکھتے تھے کہ تمام قصیدہ یکبار سنکے اول سے آخر تک یاد کر لیتی ہے بعضے
صاحب تذکرہ نے انکو باشندہ سہلی صیت لکھا ہے

تمہارا علم ہے روکے جو یا علی تو رکے	نہ ذوالفقار کی پاشا ہر زینش ہے تنگ
جو فرق دشمن دین پر مثال برق گری	سوار وزیر سے گزرا آخری پرش ہے تنگ

روایت لام

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا بیشتر قسم ہو چکا ہے +

پاس میرے کو کوئی او می نہ جاے	میں پڑا جتا ہوں مر اوس سے تلال
مان گردو چار بیٹھے ہیں انیس	درو اندوہ و غم و رنج و ملال

تمہا تخلص محمد علی شاگرد غلام ہدانی مصنفی مولد انکا دہلی جایی تربیت و سکون لکھنؤ شعر
اجہا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

خوار بننے سے کیا حاصل ہے تمہا	نہیں کہنے میں گو تیری ترا دل
کیا شو یا د آیا ہے حسن رکہ	نہوں اوس سے برا ہے یا بہلا دل
دلہست اس جنگ نتوان کرد بادل	شود باہر کہ خواہد اشتغال

یہ ایست تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا بیشتر قسم ہو چکا ہے

<p>جہین شہری ہے یہی بات کہ جہانگیر آئے اس وقت ترے سامنے رکھ دو نگاہیں</p>	<p>بیشمار کے نامہ اعمال سب اسے پار نکال چاک کر سیتے کو ایندول انگار نکال</p>
<p>ولہ</p>	
<p>اس قدر کیون دل دیوانہ تو نہ وہ ہے جوڑاں ضبط کو گت گت کندہ جانانی</p>	<p>سند سے دشت ہی کی کچ بات تو ایوان نکال کل اسے قید سے زنجیر کی جھنکار نکال</p>
<p>حسن محاصل میر غلام حسن حال انکا بیشتر قسم ہو چکا ہے</p>	
<p>دست سے دھوئے ہاتھ تھاول کلم شدہ کو بین بوچا یہ اوس سے پتے کہ کہ کیا ہوا بختے بختے نہی امید کہ ہونے گایوں مجھے کننے لگانے جو حسن تجھے کیا کون</p>	<p>ناگاہ اوس گلی میں ملا ایک بار دل تو تو بہت شفیق تھا اسے غمگ بار دل اب گیا کہ تھا بھی نہ یہاں نہ تھا بار دل ہوتا ہے کب کا عشق میں ہے اختیار دل</p>
<p>حمید رخصت خان فیضی صاحب حیدر حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے</p>	
<p>کہ لکھن کوئی تکیسی عاشق کے حال پر بچ جو چھوے تو نالوں سے وہ بھی سبجتے</p>	<p>کس چیز کی بنوں نے خدا جانے پاسے دل سنے میں اس کے ہوتے جو تیرے پاسے دل</p>
<p>ذوق رخصت خان شیخ محمد ابراہیم دہلوی حال انکا بیشتر قسم ہو چکا ہے</p>	
<p>جنگو اس وقت میں اسلام کا دھوا ہے کمال جس طرح ہے کہ نہا دینے کو جہینوں کے</p>	<p>دیکھتا ہوں یہ اب اسے ذوق میں دھکا جوا اقل کرتا ہو مسلمان کی کافریت ل</p>
<p>رفعت رخصت خان صاحب مرزا قاسم علی وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی لکھنؤ میں جا کر قلعہ بخش جرات کی شاگردی اختیار کی تھی شعرا چاہا کہتے تھے صاحب دیوان کہتے</p>	
<p>یہی کہ بیٹی بھی آئی میرے دل میں ہے رفعت کہا جو کوچہ دلبر میں دیوان اور ہی تماشا تھا لگا کر نے خب میں تو دیکھا ایک گوشہ میں لگا حشر سے محکوم دیکھتے وہ اور میں اوسکو</p>	<p>کہل آؤں نہیں مجھے کیا ہے آہ ملکر دل پڑے تھے سیکڑوں اور چاہے خاک و خونیں لہر پڑا بیگا صبر غربت مرا ہی زار و مضطرب دل دل میں گرہیں نہ دوں ہم گرہیں بار بار دل</p>
<p>قوس رخصت خان صاحب مرزا محبوب علی ولد مرزا جالون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد</p>	

رازم حروف و ملن انکا دھسلی مولد کانپور سکون کلکتہ شہر اچھا کہتے ہیں پہلے شمس شخص

کر لے لئے صاحب دیوان ملن

اسے قوس ہوا وصل کی شب طرفہ تماشا
کیا اگر کم کہی بات فراغت سے یہ تینے
منہ اوٹنے کیا داغ جگر کی جو مفت بل
سورج کو نہ دکھلا و چراغ اسے نہ کالہ

گیمیر شخص لکھنؤ کیمبر علی باشندہ تہمیل دیوان انکا نظر سے گذرا

کس سے ملنے کیجے عرض حال کبیر
وہ سترگو تو کچھ نہیں سنتا
حق سچا نب ہے وہ سے کیونکر
ایک معشوق اور عاشق لا کہہ
اس دل بفرار کا احوال
ایک سے لے ہزار کا احوال
کسیکے حال زار کا احوال
سے کس خاک ر کا احوال
ایک دو تین چار کا احوال

محمد شخص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان ولد نواب معتمد الدولہ شاگرد
تاریخ رشک انکا مولد لکھنؤ سکون کانپور مدفن بخت اشرف یہ کر بلا کو بھی گئے تھے
دیوان انکا نظر سے گذرا

اوٹا شہنشاہ کی تعمیر مرقد کی اک دن
سوا سے کفن جسم میں کچھ ہونگا
یہی ہے کہ نوبت بھی مقبرے پر
جنازہ انبگا بعد یاس و حسرت
سلائیے تابوت میں تمکا اک دن
سے گا کسے تکیہ میں فرش خاکی
سے خاک میں کیقبا دو سکندر
نہ جہ ہے نہ وہ جام عالم نہا ہے
ہو بس لکھنؤ سا تہ شد ار وقار و
نہ کام آئے گا غیر نقد عمل کچھ
عمارات عالی اوٹھاڑ سے حاصل
لباس تکلف دکھانے سے حاصل
سوا کے نقار خانے سے حاصل
سوار سی کی دیوین میاڑ سے حاصل
چمپرٹ میں آرام پاؤں سے حاصل
سرفرش مندر پڑا شے حاصل
سرکبر و شجرت اوٹھاڑ سے حاصل
علم انفلک ماتہ آنیہ حاصل
عمارت سے حاصل خزانے حاصل
زمانے کا محصول پائے سے حاصل

<p>ظہیر تخلص ولی محمد اکبر آبادی حال انکا پتیر رقم ہو چکا ہے + غلام خدا کرے کہ کہیں تو لگا سے دل جو مطلقاً نہ وہ خاطر میں لاسے دل دُور دور او نہ کرے وہ اہم کرستا کو دل ایسا ہی تو ہی اوس سے لگا کر چلے دل</p>	<p>ظہیر تخلص ولی محمد اکبر آبادی حال انکا پتیر رقم ہو چکا ہے + اتورے جہاں سے یہ ناموں ہونین دس اور جبہ تو خدا ہو وہ غلام ہو اس قدر تجھ پر ہی چند روز تو یہ کشمکش رہے ناچار مجھے تجھے چھڑانا ہون دل کو میں</p>
--	---

روایت میسم

<p>اسیر تخلص منشی مظفر علی حال انکا پتیر رقم ہو چکا ہے + دیکھ غلام کہ نا تو ان ہر قسم امی فلک شست آتھو ان ہر قسم</p>	<p>اسیر تخلص منشی مظفر علی حال انکا پتیر رقم ہو چکا ہے + غلام تنہوڑے بھی ہیں بہت جھگڑا سینے سے ہمارے کیا حاصل</p>
<p>اش تخلص میرزا شاد خان حال انکا پتیر رقم ہو چکا ہے + یاد آئی ہے اوس پر ہی کی قسم تجھ کو انشا ہمارے جھکی قسم</p>	<p>اش تخلص میرزا شاد خان حال انکا پتیر رقم ہو چکا ہے + صدے ہوتا ہوں جس گٹری جھگڑا با سے کنا وہ اوسکا چکے سے</p>

بقا تخلص محمد بقا اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس وطن انکا اکبر آباد
 مولد دہلی مسکن لکنؤ رنجی میں شاہ حاتم اور میر درد قدس سرہ سے کسب سخن کیا تھا
 اور فارسی میں مرزا فاخر ملکین سے اصلاح لیتے تھے میر و مرزا کے ہم عصر تھے شعر رنمین
 و شیرین کہتے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکے والد کے نام کے لکھنے میں غلطی کر کے
 سیف اللہ لکھا ہے دیوان انکا نظرتے گزرا

<p>گروش پتیری شیم کی بچی ہے ہے بار شیم اوسکی ٹاک دگھا دھوا سو تاکہ بار</p>	<p>گروش پتیری شیم کی بچی ہے ہے بار اس بخت دو بدو سے قح اور قح سے ہم</p>
---	--

<p>جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پتیر رقم ہو چکا ہے + جرات کے جو گہرات کو مہمان گئے ہم جو بات تھی ماتے کی مان گئے ہم</p>	<p>جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پتیر رقم ہو چکا ہے + کل واقف کار اپنے سے کہتے تھے وہ یہاں کیا جانے کجبت نے کیا ہم پر کیا سحر</p>
---	--

ولہ

رکھا جو قدم اوسنے مرے قبر پہ آکر
تو کیا کہوں کس ناز سے ات کر کے وہ بولا
اور سنگ سے ترب کر ہوئے ملکت باگرم
اللہ قیامت ہے یہ اب تک ہے مولا اگر ہم

ولہ

دل کو اوس یار سے لگا کر جرات
اب یہ چھپتے ہیں اور کہتے ہیں وروہ ہوا
انہی سب راحت و آرام کو کو بیٹھے ہم
شوخی کے ملنے ہی سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے ہم

ولہ

تو جو کتا ہے ہر گھڑی تیری
کیا کریں یار تو ہی گرافضات
دیکھنے سے بہت خفا ہیں ہم
بتجھہ مائل نہیں ہیں یا ہیں ہم

ولہ

فراق یار میں کیا آنا بانا سانس کا کیے
یہی حالت رہی اپنی تو بس معلوم ہو گیا
کھینچے پرسد اکینچا کیا کرتے ہیں یار ہم
یوں ہی مرجائیں گے اگر دہشتیابی کو مار ہم

ولہ

کریں کیا آہ اور کس سے کہیں ہم اپنی بیتیابی
فراق اس کا نظر آتا نہیں ہے بقیہ ارثی میں
کہیں جیسا بڑی مانتوں نہیں باؤ ہیں یار ہم
محل بازی کی صورت پہ تو ہیں پسینے مار ہم

حسرت مخلص جعفر علی حال انکا پیتر تحریر ہو چکا ہے *

کل روئے ہوئے جو وقت تھا
پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہ خاک
حسرت کے فرار پر گئے ہم
بس سنتے ہی جگے مگے ہم

واماند ونبہ دیکھے کہ کب ہو
اینا تو تباہ کر گئے ہم
ور و مخلص خواجہ میر قدس سرہ حال انکا پیتر تحریر ہو چکا ہے *

منا عالم جبر کب استابین
حسرت ہو اسی طرح سے
کس طور سے زیست کر گئے ہم
پہاٹہ عمر بھر گئے ہم

میر مخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی حال انکا پیتر تحریر ہو چکا ہے *

نہیں رہتے ہیں ایک حالت پر	ہیں نئے رنگ میں جہان میں ہم
اشک میں دیدہ مصیبت میں	لب بیمار پر نقان میں ہم
مصحفی مخلص غلام ہمدانی حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے *	
وہ کالی گٹا اور دیکھل کا چکنا	وہ بینہ کی بو جہاں میں قربات کا عالم
دیکھا جو شب جگر توڑ دیکھ کر ہوت	یاد رہا شب و نسل کی اوقات عالم
منہ مخلص نشی سہ اندہ عرف میان علیجان حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے *	
چشم باری جیسے کہ آئی ہے نظر	سے خور و خواب میں اور مضطرب و زار میں ہم
اک نظر لطف کی لازم ہے اور ہر ہی سارے	اسے یہی ترسے بیمار کبھی سار میں ہم
ولہ	
کسلوچ بیان کیجئے شب وصل کا احوال	اور نشہ می سے بہتہ نیش کا عالم
بیاختہ تیش سے وہ ہر بار کیسنا	تھا عالم مستی میں عجب جوش کا عالم
فتاح مخلص جامع اوراق *	
مارتے ہیں لات کا ڈکھائی میں ہاتھوں کو	اونکے پانوں کی طرف جب ہاتھ دوڑا تو ہم
اسپہ بھی جو بس نہیں چلتا ہے اونکا دھیر	کہتے ہیں لو جو چوڑو دھیر کو پلے جانے میں ہم
ولہ	
ہجر کی شب کرنے رہتے ہیں جو ہم اونکو نکلا	خانہ دشمن میں آواز اونکی سن باقی میں ہم
ڈرے ڈرے پھر ہی اون سے جو کہتے ہیں یہ بات	کہتے ہیں تیوری بدل کے کسرا گدائی میں ہم
ولہ	
کبھی رنج و غم میں سہ ایا اطم تھا	کبھی ہجر میں تھا میں آہ جستم
کبھی نرم خواب میں عیش و خوشی میں	نظر باز تو نہیں لگا ہ جستم
ولی چشم حق میں میں نشاخ میں تہ	نہیں ہوں گر کس نگاہ جستم
ولہ	
کرتے تھے شب یہ اونکے تصور سے گفتگو	کب جاتے تھے آگے کہتے ہیں بیوفا ہونم

اب کا تم آئین کی نہیں یہ دلفریبیاں
 بدولین نہ دل سے یاد ہیں سب بیوفائیاں
 رکھیں کی طرح کی نہ ہم تھے آرزو
 پر مبر وہ کریں کہ نہ آئے دین پاس تک
 مسجد کو چھوڑ کر نہ کبھی جاہلین و یہ کو
 یہ کہ رہا ہی تھا کہ دل اکبار بول اوٹھا
 وہ بیوفائیاں ہونے دو تم بیوفائیاں +

تھکو سمجھ چکے ہیں بڑے پروغا ہو تم
 گو تم بدل بھی جاؤ گے قسم و وفا ہو تم
 دل سے نکالیں دلکا اگر مدعا ہو تم
 گو جانتے ہیں درد جگر کی دوا ہو تم
 تپہ بڑے سمجھ یہ جو صہبین خدا ہو تم
 ہے یہ بھی کوئی بات کہ اوٹھو نہ جا ہو تم
 شاخ تھے ہو کے جھٹک بنا ہو تم

رویت نوں

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے +

اپنے داشت میں کچھ جرم نہیں بنے کیا
 آہ کیا ضد تھی کہ تھے یہ چراغین نکتین
 تلکے خاک میں ہم تھے یہ بھی اوس مقام نے
 نکلا میں نکلا میں نکلا میں نکلا میں

آخر تخلص قاضی محمد صادق خان مرحوم حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے +

ہم نشین کیا کہوں تھے یہ بتان مہوش
 ستم و جور کا انداز سب رکھتے ہیں
 کر کے کامیدہ غم عشق سے مانند ہلال
 اپنے عاشق کو یہ نگشت نما رکھتے ہیں

افشا تخلص سیراٹا اللہ حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے +

تاز و کرشمہ ایسا سج و سج غضب چسپین
 اور یہ نمک یہ گرمی یہ خوش ادایاں ہوں
 جیون میں وہ لگاوت سرمد کی وہ گملاوت
 پر قہر یہ سجاوت یہ چپلا میلان ہوں
 مر جائے نہ کیونکر اوسکی ادایہ غلام
 جبین اکٹھی اتنی باتیں مسایاں ہوں

ولہ

کیا قہر ہے یہ دیکھو برسوں جھونکی خاطر
 درگا ہوں سج جابار تین جگایاں ہوں
 مانیں ہوں غنیمتیں بھی سو سو کروڑ وہب کی
 دہو دہو ہورویے اشرفی نذرین اوٹھایاں ہوں
 ہووے ملاپ کا ہے اوتے نوشام ہی سے
 آنکھوں میں اونکو جبک جبک نڈریان آئیاں ہوں

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *

کوئی ستانہیں کہوں کس سے	ایک مدت سے کہ رہا ہوں میں
گھر سے باہر نکل کے دیکھ نہ ذرا	کب سے یہاں منتظر کتر اہوں میں

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری محکمہ ٹریڈ شہر دہلی خلیفہ اگر حمید
نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لہارو شاگرد مرزا نوشہ غالب شہار صاف شہانہ
خوب کہتے ہیں راقم کے دوست و نہیں ہیں

کل بیٹے کہا کہ سب رہ پرور	چہرے سے نقاب آپ دہٹا میں
کہتے ہیں او شہناس باہم	اچھا ہو جو رخ تو کہوں جیسا میں
بولے رو داد و موت و طور	سن لی ہے تو دیکھنے کو آئین
بسم اللہ ہم اوٹھا میں پرور	پر اوٹنے کہو کہ تاب لائیں

ولہ

غلط فہم میں عاشقان مجا ذی	کہ تھو تھوٹا سے محل ہوئے ہیں
ریہیں گے گرفتار صورت پرستی	اگر حسن یعنی سے غافل ہو جو ہیں

جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے *

اب وہ آواز ہی کا نوخیز نہیں آتی پاس	کوئی اب نہیں اوس در پہ چہنچہا سے ہمیں
یہ دعا ہے کہ گنگا سمجھ حاکم شہر	بس دیوار منہم قید میں تھلائے ہمیں

ولہ

تفرقہ پر داز می گردوں نے مار کیا کہیں	یا نہ تو تھے تھے جدا ہم اور وہ یکہ مہ کہیں
یا پڑے پرتے ہیں اب جو تیرہیں روز و شب	و سب کوئی نجاسے تو کج اسکو کہیں کہیں

ولہ

ہے اسیر دام الفت جب سے یہ احو دوست	کوئی دن اس پہ یک الفت نئی آتی نہیں
پر کہوں یک قطر خون داکا کیا میں جھل	عشق سے اب تک طبیعت اسکی گہرا آتی نہیں

ولہ

گہرین جو نہیں وہ یار جرات
گہرانی ہے جان اپنی تن میں
ہے جی میں کہ فائدہ کہے ویران
جائے ہے اک ادب رُبن میں

ولہ

کیونکر جرات لگائیں ہم لگا
کہ فرشتہ کا دمان لگا دھنیں
اور تو اور چوری چوری سے
بات کرنے کا بھی تو داؤد نہیں

ولہ

زلف کے کوچے ناک تو کب رسائی ہے ہمیں
کاش ہم مہرے شکستہ ہو تو ایسے سخت سیار
رہ نہیں سکتے ہیں ہرگز کوچہ و لہار میں
تو ہی رکھ دتا وہ یکو تختہ دیوار میں

ولہ

جن دنوں و دنوں ہر طرف سے لگتی تھی نالی
اتر آنکھیں نیلی سلی کہ جتا تا ہے وہ شوخ
و کیل لیتا تھا وہ کیا الفت سے شرم کر ہیز
بزم میں تو چشم حسرت سے نہ کیا کر ہیز

ولہ

اوس کے کوچے میں ہو گیا خاک حاصل و نہ وہا
پاؤں تو اوس کے گہری پہوٹے سے بھی رکھا
رکھ دیا نقد بنے جون سنگ رہ لاکر ہمیں
راہ رو آئے گئے لاکھوں ہی ٹکر اکر ہمیں

ولہ

ہم صغیر و بزرگ تھو تم کہ یہ چکا رہا
ہو کے مجھ کو راب کیا ہے صبر پینے اختیار
گو کہ ہوں خاموش لیکن بکلی جا ہی نہیں
ورنہ کیا میرے نفس میں طبع گہرانی نہیں

ولہ

گئے وید و اوید کے لطف اب تو
ملاقات پر دیکھ شہری ہے ایسی
نچو چھو کہ کیا کیا ستم دیکھتے ہیں
نہ تم دیکھتے ہو نہ ہم دیکھتے ہیں

ولہ

کیا ندالی ہے کہ آہستہ ہیں تم پاس جو ہم
آپ جانیئے ہیں آنکھ چرا اور کہیں

یان نہ آئے تھے جو کدیم تویہ آواز می تھی	ایان کا اخلاص چٹا رہا ہوا اور کوسہ
ولہ	ولہ
یار کا مٹا رہا مٹا رہا بنا گھر	تکو نہیں خبر کیا آپ خبر میں
لے لے کر نام اوسکا سب مرد خانہ	منہ ڈھانپ ڈھانپ دتے ہر نام
ولہ	ولہ
تھکولے چلتے ہیں اس شہر سے اوسنہم بینم	کہ دیکھو فریاد نہ وہاں جا کے کسی
دیکھو مجھ کو ہی وہاں سے نہ نکلو ایسے تم	بہوئے سے دست ہوس یاؤں نہ دور اگو
ولہ	ولہ
دیکھو شوخی کہ خوش اشک مثل اشہ	جب نہیں پاتا وہ میرے دیدہ حیران ہیں
تو سمجھتا ہے جسے محفل میں وہ میرا قیب	بات کہ نہیں ہے کتاب وہ
ولہ	ولہ
کیا ہوے وہ دن جو یہ پیغام آؤ تمہیں	ابو دروہجر کی ایذا اوٹھا کے نہیں
صورت اپنی تم کسی صورت و کہا جاو تمہیں	ہیں پر آئے بس میں ہم لاچار اسکے تنہیں
ولہ	ولہ
تہا یہی خوف کہ ناصح مرے پیرا ہوں کا	کہ کے تو فکر رغو ہوئے نہ ہلکان کہیں
اب جو مانکا اوسے تو نے تو نظر آتا ہے	پارہ جب کہیں پارہ و اماں کہیں
ولہ	ولہ
کہوں کیا دروہجر ان سے مری کیا شکل جو جڑا	کسی صورت نہیں آرام سخت ایذا اوٹھاتا ہوں
کہی گہرا کے سرانیا ٹیگتا ہوں میں بالین	کہی بستر بیتابی کے مارے تھلا تھلون
کہی جو باؤ آتا ہے وہ نہ تباہ لونا اوسکا	تو پھر رو رو کے دریا اپنی آنکھوں سے بہاتا ہوں
کہی آواز اوسکی سی جوا جاتی ہے کانوں میں	تو دلیر ماتہ رکہ دیباں اوسر فلوہین لگاتا ہوں
کہی اوسکا وہ بلوٹا جو مجھ کو یاد آتا ہے	تو بیٹھ بیٹھ کیا جانوں کہ ہر کو آہ جاتا ہوں
پراس سین گرتی کو کوئی پاس نہ بیٹی ہے	تو مطلع پے پے یہ روتا ہوں از اسٹور وانا

قرار اوس شعلہ خوی ہجر میں کیا خاک پانا ہون

ولہ

گر میں کہتا ہوں مرے پاس ذرا بٹہ لے کر
تو کہوں کیا کہ وہ ہنچلا کے کہے ہو کس شکل
کچھ میں بد وضع نہیں کہ کو نہیں بد نام نہیں
گو تو اچھا ہے یہ تجھے مجھے کچھ کام نہیں

ولہ

مجھے محفل میں ملنے دیکھ سب سے وہ یہ بول رہے
بچا کر آنکھ پر میری وہ بونک اک سے کہتا ہے
سہلا بیٹی ہن بیان کیوں لوگ یہ کس کو بلانا ہوں
براست مانیو کیا جانے کس کو سنا تا ہوں

حسن نخلص خواجہ حسن مرحوم مغفور حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

کسین کس سے رو داد اپنی کرین کیا
اوسے دہوڑتے دہوڑتے گم ہو چوڑ
اسی فکر میں جو توت شدہ رکھ رہے ہیں
حسن بولنے کی دینے پرے ہیں

درویش نخلص حضرت خواجہ میر دہلوی مال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

پوچھا میں درد سے کہ بتا تو سہی بچے
کننے لگا مکان معین فقیر کو
ایو خانان خراب تر ابھی ہی گھر گھیز
لازم ہے کیا کہ ایک ہی جاگہ ہو ہرین
درویش ہر جاگہ شب آدہ سرائی اوست
تو زسنا نہیں ہے یہ صریح لکھیں

دوق نخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی مال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

ہاے کل سب آشنا تیرے مریض عشق کے
آج گہرائے ہوئے پرتے ہیں جیشم پر آب
تھی علاج ضعف دل او ضعف تن کی فکر میں
گاہ تدبیر کدہ ہن گہ کفن کی فکر میں

زند نخلص سید محمد خان مال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

کیا جھک کر تجھے فرماتے ہن آب
واسطہ کیا ہے کیا جب ترک عشق
میرے گھر میں کیوں تو اب آنا نہیں
تسے کچھ رشتہ نہیں ناتا نہیں

رنگین نخلص سعادت یار خان مرحوم مال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

ہستے ہستے یار سے اپنے کھیٹنے پر بات
دیکھو خوبی دہنائی گی کہ وہ کہتا ہے کب
ہاے صد فہوس میں تیرا ہوں تو میرا نہیں
ٹان نہیں ٹان نہیں بس بس میں اچھا نہیں

<p>ہر ملاقات میں کہتے کہ اتنا تک میں لڑوں سخت مت ہاتھ لگا مجھ کو ترسے پاؤں پڑوں</p>	<p>کیا خبری طرح سے ملتا ہے تو امی رنگین جان رحم آتا نہیں کہ تجھ کو بدن چمکتا ہے</p>
<p>شکاب ہے اندھونین ترا دل مگر کہیں سج جاسے تو نہ دلوں دوں بار دگر کہیں قاصد مرے کی جانگی تو نے خبر کہیں عالم میں رسم نامہ و پیغام ہر کہیں لکھتے ہوا وہیں حرف تمنا سے گر کہیں پانی کے قطرے کا بھی ہنوی اثر کہیں آتا ہے اچھی پڑواں اس قدر کہیں دھڑ سے جدا پڑا ہے سر نامہ پر کہیں پیر دلوں کو تو کس امید پر کہیں</p>	<p>سو داکھن مرزا محمد رفیع حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے + سو داسے رات میں کہا معصوم کہو تو کہنے لگا کہ سچ ہے پر اب کی گویا جی پوچھا جو میں شیب تو کہا کیا نہیں بنی نامہ لکھا تھا یا رکھنے سمجھ کے ہے لیکن سواؤ بندگی و عجز و انکسار وہاں لیکے مجھ کو ماریے گردن کہ جن ورنہ خدا کے واسطے انصاف تو کرو اور تاپا ہے ہوا نامہ کلی میں کسیرت وقتیکہ دلبران جانا کا ہو یہ سلوک</p>
<p>سورج کا خاص محمد میر حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +</p>	<p>سورج کا خاص محمد میر حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +</p>
<p>یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ سر زند ہین سو جتا آتا نہیں ہم خاک کے پیو نہ ہین</p>	<p>مقبورون میں دیکھتے ہین اپنے ان گھوٹو روز تو ہی ٹھوکر مار کر ملتے ہین رعنائی سے یار</p>
<p>شہید می کا خاص منشی کریم علی خان مرحوم مفت عبدالرسول خان عروسی باشندہ لکھنؤ شاعر و مصنف و نصیر دہلوی بیشتر پنجاب و جرات و راجپوت بریلی و بہوپال ناں و وہاں میں رہتے تھے علم عروض و حساب میں امثال و اقران سے زیادہ و نعل رکھتے تھے بڑے بے تکلف اور عاشق فرنگ تھے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے شہلا بھجری میں سفر حجاز کیا اور بعد ازاں حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ جو کہ اتنا سے راہ میں بیمار ہوئی اور بیمار مہ ماہ صفر مظفر شہلا بھجری کو جس وقت مدینہ منورہ میں پہونچے اوس وقت روضہ مبارک کو دیکھ کر جوش اشتیاق سے انکی جان نکلی گئی تھی</p>	<p>شہید می کا خاص منشی کریم علی خان مرحوم مفت عبدالرسول خان عروسی باشندہ لکھنؤ شاعر و مصنف و نصیر دہلوی بیشتر پنجاب و جرات و راجپوت بریلی و بہوپال ناں و وہاں میں رہتے تھے علم عروض و حساب میں امثال و اقران سے زیادہ و نعل رکھتے تھے بڑے بے تکلف اور عاشق فرنگ تھے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے شہلا بھجری میں سفر حجاز کیا اور بعد ازاں حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ جو کہ اتنا سے راہ میں بیمار ہوئی اور بیمار مہ ماہ صفر مظفر شہلا بھجری کو جس وقت مدینہ منورہ میں پہونچے اوس وقت روضہ مبارک کو دیکھ کر جوش اشتیاق سے انکی جان نکلی گئی تھی</p>

مست نگر گشتہ شمشیر عشق یافت بہ مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند + دیوان انکا
نظر اتم سے گذرا

طرفہ صحبت ہے ہماری شکل سے بیزار تم
اپنی یہ خواہش تین ہم و سہم دیکھا کرین
کاش بزد سے کوئی وہ جادو کا کامل پیر
جس سے تم ہو نہ کہو تم کو ہم دیکھ کرین

ولہ

خلوت میں باکے اوس سے کہا اپنے ایک رشتہ
کچھ صبر کج دل میں ذرا دیکھتا نہیں
در بندہ نہیں گوشت کی ہے بیخودی
یاد کوئی میر سے تیرے سوا دیکھتا نہیں
انگوٹیاں آپ شمع کی جڑی ہے چار ہی
گل خود ہے زرخیز تیرا دیکھتا نہیں
اسپری اگر ہو ہم تجھے شمع گل کروں
اے جان پیر تو کوئی سیلا دیکھتا نہیں
بر لاکھ اتنے روزوں سے صحبت ملی تجھے
پر حین تو فرج مرا دیکھتا نہیں
تیرے اگر کھانڈا و ادب پر بڑا نقاب
کسخت میری شہم و حیا دیکھتا نہیں
گل چشم نیم باز سے ہے تنک نہیں رہا
یروانہ با سے شمع پڑا دیکھتا نہیں
اسے ہے خیر اند میری اوجالی کی کام کر
دیکھے نہ دیکھے کوئی خدا دیکھتا نہیں

طیش شکار میں مرزا محمد اسماعیل عرف مرزا بیان حال انکا بیتی تحریر ہو چکا ہے +

نیچوہر دست کے ہیں ممنون جسم
جسٹین تفرکی رشتا بیان
یعنی تا دامن گریبان چاک کر
ہو کہ ان گشتیاں پہنا بیان

ولہ

جہک سے چہ نگر گانکے اوس کو سخت خراب
قیاس دلی میں ہم اپنے بھی معلوم کرتے ہیں
کہ میر سے تھل سے جو دم جسم ہو نہ ہو
ستم کہا نیکی تین قرآن پڑھتا رہتے ہیں

ولہ

رات ہم آغوشیوں کی خور نہیں
اسطرح جیتے اوسے دکھایاں
آدھریپ کا بھانڈا ہے
دور دیکھتے رہے انکڑیاں

ولہ

جس اشک کے قطرے کو کہتا ہوں ذرا تھم جا	عالم کی ملامت سے میں بچاؤ نہاتا ہوں
تب سٹنگے وہ کہتا ہے مدت روک ٹپش محکو	میں دور سے آتا ہوں اور دور کو جاتا ہوں

ولہ

طیش جا کر کسینے کل جودی مرغیبا دوس گل کو	کہ بد فتن سے تمہارے کشتہ ٹہم کی میں آتا ہوں
عجب لالہ کہلا ہے اس کے خون آلودہ تربت پر	اگر پیلیے تو اب تکو تماشا میں دکھاتا ہوں
لگا کٹنے عنایت آپ کی لیکن کہیں اب تو	مذہب ہدایت میں ہرگز آتا ہوں نہ جاتا ہوں

ولہ

کل عرض کیا یا رے شینے کو کیا ہو	کہر تجھے ہم آغوش میں اسے ماہ جبین ہوں
کتنے گے بس بس یہ اوٹھا دیکھے دل سے	تم جبین بچے سجھو ہو میں دین نہیں ہوں

ولہ

بد خواہ نے کل ایک جو اونے یہ جا کہا	وارفتہ کچھ طیش فقط اک تم ہی رہیں
ناتوا ہے ہر کسی سے ہر اک سے ہے اوسکو	وہ کوئی ہے دل کہ جہان اوسکا گز نہیں
بولا کہ دیکھتے ہیں تو لہیا نہیں ہے وہ	باقی کیلے دل کی کیلے خیر نہیں

ولہ

ہمارے غم کا آشیان ہے دل	قطرہ خون بھی اوسکے پاس کہاں
نوعیت کنت دل کا جویان ہے	جیل کے گونسلے میں ہر کہاں

ظفر کمال جس جنت آرا نگاہ بہار دیا دشاہ علی حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے +

وہ ہے وعدہ کر جانے میں اکثر شک کے انیکا	لکڑے نہیں ہرگز کہ جا کر بول جائے میں
گزر جاتی ہے ساری رات کتنے کتنے یہ تھکو	اے تیرے بے باک تیرے بے باک تیرے بے باک

قدوسی کمال جس مرزا محمد علی عرف مرزا جو حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے +

پوچھتا کیا ہے مجھے فدوی تو	میں جو بے اختیار رہتا ہوں
بے خبر جو بہن مرگ سے اوپر	نسل شمع مرزا رہتا ہوں

فراقی تخلص حکیم شہناز اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت طب بین
اچھا دغل رکھتے تھے کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر فصاحت
و عاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

صحبت فراق و سس سے میسر ہو کس طرح	دنکو تو وہ کہہ رہے کہ ملنے کا دُوبہ نہیں
اور رات کو جو کہتے تو بہر وہم ہوتا نہ جو	زلفیں لٹکا کر منہ سے یہ کہتا ہے نہ نہیں

فغان تخلص اشرف علی خان دہلوی کو کہ احمد شاہ بابا مستقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان
ندیم بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکو ذلیباش خان امید کاشا گرد کہا ہے بڑے ظریف تھے
انتقال انکا شمس العجمی میں ہوا ہے دیوان انکا نظر گوذرا

رونا جہان ملک تمام می جان رو چکا	مطلق نہیں ہے حشیم میں تم کا اتر کسین
باور نہیں اگر تجھے آتو بھی دیکھ لے	آنسو کسین ڈھلک گئی کھٹ جگر کسین

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت مرید
حضرت مولانا خضر الدین قدس سرہ شمس العجمی میں انتقال کیا اشعار رائے بطوع و مرغوب ہوتے ہیں
صاحب دیوان گذرے تذکرہ شعر انکا نظر سے گذرا

اونسے جیت گیا بین شب داو گھات سے	ہر چند قاسم اونکی رہی زیر لب نہیں
جہنم کے مسکرا کے یہ کہنے لگے کہ تو	پیر کیوں بے حیا مجھے ملنے کا دُوبہ نہیں

قبول تخلص مرزا امجد علی خان حال انکا پیشتر تحریر ہے

کسا درد و دور ساقی ہے	مست رکھتی ہے سے ہد ام نہیں
اگر کراہیں تو مائتہ پہیلا کر	مختب سے کہیں کہ تھا م نہیں

ولہ

عشق سے میرے ہوئی شہرت تمہارا حسن کی	میرے داغون پر غزلے ملے لقا کچھ بھی نہیں
حسن کا جو ہر جوق رکھتے ہو تو میں عشق کا	تم تو سب کچھ ہو گئے اور دوسرا کچھ بھی نہیں

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم برادر عم زاد میر تقی الدین فقیر غریب دہلی میں
حضرت شاہ عبدالغیر قدس سرہ کی تھی حضرت میرزا مظہر جانجانا قدس سرہ اور مرزا

<p>۶۳</p> <p>حقیق علی حسرت سے کسب سخن کیا تھا شعر گوئی میں اچھی فطرت رکھتے تھے</p> <p>مرث آباد میں سکونت اختیار کی تھی وہیں شمس العجمی میں انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا</p>	
<p>یہ علاج اور بہتر زخموں پر اثر کرتے ہیں</p> <p>سبحہ بیٹہ ناسور حشر کرتے ہیں</p>	<p>بہج مت مہریم کا فور تو قدرت کے حضور</p> <p>تیری جان سوختہ خورشید قیامت کے ٹیلین</p>
<p>گویا تخلص حاتم الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر ولد بلند خان قوم افریدی</p> <p>شاگرد خواجہ وزیر گل کو لہار لکھنؤ کے امرائے نامی میں تھے شعر صاف و عاشقانہ اچھا</p> <p>کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا</p>	
<p>اس طرح کا آدمی ہوتا نہیں</p> <p>ای عاشق دوسرا دیکھ نہیں</p>	<p>نفس پر گویا کے گستاخ وہ شوخ</p> <p>کس خوشی سے جان دی اس شخص نے</p>
<p>محترم تخلص خواجہ محترم علی خان دہلوی مقیم عظیم آباد برادر زادہ خواجہ محمد علی خان</p> <p>شاگرد شاہ کسٹیا عاشق</p>	
<p>محترم کو کہو تو بہان لائیں</p> <p>ہم جو مجاہد ہیں اوسکو بلوائیں</p> <p>ساری نخل کے چھچھے جائیں</p>	<p>دوستوں نے مرے کہا اوج سے</p> <p>لگے کہنے کہ شہلا کر لو غم</p> <p>زندہ بوسے کہ جس کے رونے سے</p>
<p>مصحفی تخلص غلام جہانی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے *</p>	
<p>بیش و کم شغلہ یک عمر یاد دنیا میں</p> <p>مصحفی اپنے نہ کچھ مائے لگا دنیا میں</p>	<p>گرچہ ارباب تننا کی طرح میر تو نہیں</p> <p>لیکن تم آخر کو جو دیکھا کف افسوس</p>
<p>مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے *</p>	
<p>ولولہ ہاے شوق سے کیا کیا بہرے ہیں گہرا زہر</p> <p>کہ میں تیر ہینکتے ہیں زنجیر در کٹر کائنات میں</p>	<p>شام سے اپنے سو رہے وہ تو اور ہم ادنیٰ کی تمیز</p> <p>کہتے ہیں آواز زہری دستیے ہیں بتک سوسپا</p>
<p>میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے *</p>	
<p>آشفٹہ طبع میر کو پایا اگر کہیں</p>	<p>چہ لپہ انوگار و زیہ کہتا تھا دل میں</p>

سو کل بچے ملا وہ بیابان کے سمت کو
لگ چل کے مین بربنگ صبا اوس سے بدکھا
آوارہ جا بجا جو پہرے ہے تو دشت مین
خون سیتہ اپنی کہوں فرہ پو جتا ہے گر
آسودگی سے جنس کو کرتا ہے کون سخت
موتی سے تیرے ہشک ہدی غلطان کس طرت
تا کے یہ دشت گردی و کینک یہ جستگی
کننے لگا وہ ہو کے پر آشفتہ یک بیک
آوار کو نکاننگ ہے ستناضحتین
تبعین جا کو بھول گیا ہوں یہ سہمے یہ یاد
بیشے اگر چہ نقش ترا تو بھی دل اوٹھا
کتنے ہی آئے لیکے سر خیاں پر

جاتا تھا اضطراب زدہ سا او دہر کمین
اسے خانان خراب تر ابھی ہے لگر کمین
جا کہ نہیں ہے شہر مین تحکیر لگر کمین
رک ٹاک تو اپنے حال کو مد نظر کمین
جانے ہے نفع کوئی بھی جی کا ضرب کمین
یا قوت کے سے ٹکڑے مین سخت حکر کمین
اس زندگی سے کچھ بچے حاصل بھی مر کمین
مسکن کرے ہے دہر مین مہب بشر کمین
ست کہیو ایسی بات تو بار دگر کمین
کہتا تھا ایک روز یہ اہل نیت کمین
کہتا ہے جاے ہش کوئی رگدز کمین
ایسی گئی کہ کچھ نہیں اونکا اثر کمین

ولہ

کوہ و صحرا بھی کہ نہ جاے ہش
ہے خیر شرط میر سننا ہے
موت مجھو نکو ہی سین آئی

آج تک کوئی بھی رہا ہے یاں
بکتے آگے بھی کچھ ہو ہو یاں
کو کہن کل ہی مر گیا ہے یاں

ناز شش محاص مولوی آلمی بخش ولد مولوی محمد صالح شاکر دہ مظفر علی سیر ہشتندہ

خیر آباد غریزون مین مولوی فضل حق مرحوم فقور اکوہن

حصا باغ مین قری کوہر و عستانی
بزیر برقع فانوس شمع و پروانہ
ہمارے طالب گزشتہ کیسے مین یا رب

کیا ہے وصل سے کیا کیا نہال پر کوہیز
ہیت سو رہتے مین زخندہ حال پر کوہیز
نہ بربلا ہے نہ بکو وصال پر دے مین

نازنین شش محاص مرزا علی بیگ ریشمی گوچر دہلوی بخلاف جانہ صاحب کے انکے ریشمی مین کچھ کپتہ شاعری کا
بھی لطف ہوتا ہے

نازنین آتش بھی ہر جانی سپن	یہ تمہارے آگیا کیسا دہیا نہیں
روزِ اک و گز کی ہن مہمانیان	روزِ رہتے ہو اسی سامان میں

شاخِ مخمّل صابغ اوراق :-

نہ مہی ہوں کہ لبِ لعل تک اوسکی پہون	نہ تو سر مہ ہوں کہ ہوا اپنا گز آنکھوں میں
کیا کمون حال میں اپنا کہین کیا ہوں شاخ	صورتِ خار ہوں کیا ہوں مرا گز آنکھوں میں

ولہ

صحتِ غیر سے نہ مکرین آپ	وہ صفا عارض و جبین میں نہیں
نقشِ دندانِ غیر میں لب پر	نام میرا ہے اس نگین میں نہیں

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے :-

کل بیت رشک پر ہی نے چوڑی والی سے کہا	روزِ لاتی ہے بنا کر تو شہسائی چوڑیاں
دیکھ تو آنکھوں کی اندھی کچھ بھی ہے تجھ کو خبر	یہ تو میری نوجوانی اور پرانی چوڑیاں

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے :-

کو سے قاتل کا یہ قاصد ہے تبا	نامہ بر قتل ہوا کرتے ہیں
پڑے رہتے ہیں خوں کے بڑے	پر کپوتر کے اوڑا کرتے ہیں

ولہ

نکو عرض مرے جرم و گناہ جید کا	اتنی تجھ کو غفور الرحیم کہتے ہیں
کہیں کہیں نہ عدد و دیکھ کر مجھ کو بچا	یہ اونکو بندے ہیں تجھ کو کریم کہتے ہیں

روایت ۱۱ و

انس تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودہری رحمت اللہ مرحوم بکشدہ تصنیف پتہ وہ ضلع ہوگلی سال تولد انکا ۱۲۸۵ھ ہجری ہے طبعِ سلیم رکھتے ہیں ذہنِ مستقیم رکھتے ہیں شعر و سخن سے بہت شوق ہے ادبِ ندی سے نہایت ذوق ہے بڑے پرگو ہیں احباب کہتے ہیں ایامِ حساب سے دارِ سلطنت کلکتہ میں رہتے ہیں کلامِ انبارِ اتمِ احرف کو

دکھلائے بین ملکیت بین انکے ہست شاکر دہن صاحب یوان بین	
بستر ان کو کیونکر نہیں ای نور کی بتلی	زشتہ ہو پرسی ہو کیا کہوں تم حور جنت ہو
فرسید ہو تم زہرہ جبین ہو مہر سیا ہو	حسین ہونا زمین ہو خور ہو خور بصورت ہو
انشاء تخلص میراث اللہ خان مال انکا پیشہ تحریر ہوا ہے :	
کیون مری چاک گریبان سے بہلا اوکھاتا	ابو خوش بچے پر آگے یہ زہار نہو
کہو لے دیتا ہوں ترے کان ابھی سے اگل	ایسی نصیر کہی ہے یہ خبر دار نہو
ولہ	
میرے ہی ہر کی قسم ہے نام جانے کا نہ لو	مجھ کو پیو آج اگر تم اپنے گرجا و رہو
اب جو ان فضل الہی ہو چکے کیا ڈرتین	آؤ بیٹو کیلو کو دو کو تو پوٹو سو رہو
بجز تخلص شیخ احمد علی نعلت شیخ امام بخش باشندہ لکنئوٹ گریج امام بخش ناخ عروض و توانی بین اچھا دخل رکھتے ہیں راقم سے ان سے لکنئوٹ میں ملاقات ہوئی تھی دیوان انکا نظر سے گذر ا	
ایک پوزی چمکے یہ دو حرف	دوستو یار کو روانہ کر و
جلد آؤ کہ دم نکلتا ہے	مجھ کو پیو اگر مہمان نہ کر و
بقا تخلص محمد بقا اللہ مرحوم حال انکا پیشہ لکھا گیا ہے :	
اگر قتل کیا بقت کو خو بو	اسبات کو منہ سے مت نکالو
مہمان ہے بہلا ہے خون عاشق	جانے دو اب او سپہ خاک ڈالو
بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی مرحوم دہلوی شاکر دہن نقی علی بیگ شہزاد و مرید مولانا خیر الدین قدس سرہ شعر گوئی میں اچھی مشق رکھتے تھے اکبر آباد میں سکونت اختیار کی تھی وہیں راہی ملک بقا ہوئے سعادت خان ناصر نے جو انکو اپنے تذکرہ میں میر محمدی متخلص بہ زبان کے دہو کے میں ثنا اللہ فراق کاشا گرد لکھا ہے غلطی کی ہے صاحب دیوان گذرے	
بیدار تو اس جہان میں اگر	چو چاہے سو میرے یار کج

۶۷	۶۸	۶۹
یہ جس سے گرسے کسو کی دل سے	وہ کام نہ تیرا کیجو	قلم منتخب
تراب مخلص حضرت تراب علی شاہ حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے *		
امید بکھو یہ بات اور سمجھائیو اوسکو	یار وں سے ہمارے جو سعید ازلی ہو	
دنیا میں سدا رہنے کو آیا نہیں کوئی	لاحق ہے اہل سب کو نبی ہو کہ ولی ہو	
مستحق مخلص میر علی خان اورنگ آبادی اور کچھ حال انکا معلوم نہوا *		
بہلاسنو تو مری جان چپ رہوں کہ تک	کہوں فرخ مبارک پہ گر لال نہو	
تمہارے رخ کو جو گمراہ ہے خط کے سبزہ نے	یہ دو دواہ کامیرے کہیں و بال نہو	
جرات مخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے *		
ایسے بیرحمون کی محبکہ دامن لایا ہی جو	کوئی تو کہتا ہے اسکے توڑ کر پر چوڑو	
اور کوئی بیدرد یہ کہتا ہے بیدردی سے آہ	گر تماشا دیکھنا ہے دج کر کر چوڑو	
ولہ		
سنگے کوچی مین جین بام سے تم جہانکتے تہ	یا تو منظور تھی یوں شکل دکھانی مہکو	
یا فغان سنگے ہی کچھ منہ سے نکلتی نہیں بہت	چوڑی پر دیکھیں بھی آواز سنانی مہکو	
ولہ		
نرم خوبان مین بہلا ہجر مین اوسکے ہدم	بٹھے کس شکل دل اپنا کوئی بہلانے کو	
آنکھ اوٹھاتے ہی کسی شوخ کی تصویر کی شکل	سامنے آن کٹری ہوتی ہے دجکانے کو	
ولہ		
مت جا تو گلی مین اوسکو ہر دم	کہتا ہوں یہ بار بار دل کو	
پر جاے بغیر آہ خبرات	یک لحظہ نہیں تیرا دل کو	
ولہ		
مین کہا دیکھی ہے مینے خواب مین بار و بار	دوستو مجھے کہو اس خواب کی تعبیر کو	
آہ اس مذکور کو سننا تمہا وہ قاتل کہیں	آن پہنچا سر پہیرے کہینچا کشمیر کو	

ولہ

خانہ یار کے گرد آئٹھ ہر پیرتا ہوں غیر پر کر نہ مین وان رختہ دیوار کو بند	مقاری نے تو یہ چال سکھائی محکم تا جملک اوسکی ذرا دے نہ دکھائی محکم
---	---

ولہ

فائدہ کیا ہے جو تنہائی میں گزری جرأت غینت ہے کوئی دم جو خوشی سے گزری	خضر کی طرح سے جو عمر یہ طولانی ہو ابر و باغ و چین و بار و غر و خوانی ہو
---	--

حسن مخلص میر غلام حسن حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے *

اونکے یان رات میں خفا ہو کر محبوبہ چنچلا کے یوں لگے کہنے	لگ کے رونے لگا جو کونے کو کیا کون تیرے غم سے غم ہونے کو
---	--

حیدر مخلص شہی مصطفیٰ حیدر حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے *

دوستوں کے چڑایا دل سوزان کو مرے دیکھو وہ آنکھ جراتے ہیں چہ اگر دل کو	یک بیک ہو گیا سینہ مرا ٹھنڈا دیکھو چور پکڑا ہے اچی تہنے بھی کپ دیکھو
---	---

درویش مخلص حضرت میر درد قدس سرہ حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے *

دل نالان کو یاد کر کے صبا نیم سہل کوئی کیسیکو چوڑ	اتنا کتنا جہان وہ فاساں ہو سطح بیٹیا ہے غافل ہو
--	--

درویش مخلص شیخ محمد ابراہیم حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے *

بہی ہر طرح سے صیدی کی کبوتر کی طرح صیدی میں نہ نقطہ فرج کا کچھ نقد رہا	بات سے اوس بت بیدار کی ایذا چکو صلح بھی ٹھہرے تو چہ کا ہے کے چوڑا ہکو
---	--

رشید مخلص سید محمد خان حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے *

مجھے خلوت کی ملاقات رہی واسطے بندے بدنامی ہے	روز جلوت میں بلا یا نہ کرو جان صحبت میں ٹھہا یا نہ کرو
---	---

سو واخلص مزارنج حال انکا پشتر لکھا گیا ہے *	
اے نسیم تیری مہر و موت سے دور ایک گل تنگ مرا مانع نورا چلتے وقت	بے نہایت نظر آیا یہ گلستان محسوس خار نے بھی ترکھا کینچ کے دامان مجھ کو
سوز تخلص محمد میر حال انکا پشتر لکھا گیا ہے *	
گالیاں تو لیون سے خوب سو دین کچھ بڑی بات تو نہیں واسند	کبھی بوسکی ہی اجازت ہو یوم کر لین اگر عتابت ہو
شہید می تخلص نشتی کرہست علی مو حال انکا پشتر لکھا گیا ہے *	
اتھ بوسوان پر ہون نو کر یک بت اوباش کا شب جو پیچم پوسے اوسکے لب سے ہم لینے لگے	صبح کے دو شام کے دو روز کے دو غیب کے دو کھلے یون یہ ابکی دو یہ جب کے دو یہ تیر کے دو
بولی وہ جھجھلا کے نامہ کب ہوا اتنا آب کا طاش تخلص مزاربان حال انکا پشتر لکھا گیا ہے *	ہاے یہ کس دن کے دو کس اس کے دو کس کے دو
آہی تھکوسب قدرت ہے بلبل کو ملا گل سے نہ پروا نہ بھی اپنے شمع سے ہر گرجد اہو سے	
رسائی ہو وی ہر ذرہ کو بھی خورشید تک حاصل یہ جس دم مل چکی ہے طالب مطالب ہیں	جو قمری ہے نصیب و سکوبھی وصل ہر وستان ہو سمندر بھی ہمیشہ ہجر و منتقل میں سوزاں ہو
اے اہل دول کیا ہے یہ نکلیں و تسکن سجنا بے کجواب پر قائم پر نہ کہ پاؤں	چکو رو نکو بھی ہر صورت سے قرب مانا بان ہو پہراون سبکی نقدق سے مجھے بھی وصل جانان ہو
ولہ	
کفش برداری کی تقریب سے یک مہوش کے لیکن متصل اوسکے مجھے بیتا ہے دل	اوسکی مغل بین ہوئی کل جو رسائی محسوس عقل کرتی ہی ہی چشم نمائی محسوس
دیکھ کر میرے دل زار کی بے صبری تاجم ہے ترے دل کے ستارے میں مروجہ لکھی	یون لگا کہنے بتا کر وہ رکھائی محسوس گو برا اس میں کہے ساری خدا کی محسوس

ولہ

ہاتھ سے میرے کس طرح اسے غیر
فرض بنیے کیا کہ یوں بھی ہوا
داسن او سکا جد کرے گا تو
کشش دل کو کیا کرے گا تو

ولہ

پردہ گل میں کب تک اچھوت
ایک دن تجھ کو دیکھ لینا ہے
شکل ہو کی رہا کرے گا تو
یار کب تک چہا کرے گا تو

ولہ

کہتے تھے ہم پیش دل تو سکون ہے
تو نے کہنے پہ کچھ عمل نہ کیا
اور جو دے گا برا کرے گا تو
ہم بھی اب دیکھیں کیا کرے گا تو

ولہ

آزما یا بہنے یاروں کو سد اہر رنگ میں
گلشنانی کی توقع کیا کہ میری قبر پر
کیا کوئی کیوسے جہان میں دوستی کے نام کو
پہو لون کے دن بھی نہ لائے اوس بت گلشنام کو

ولہ

طہر تخلص جنبت آرا نگاہ بہادر شاہ مال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *
غافل ہو کہ نہ تو تکوین میں کچھ سو د
سواپ حین ہے کہیے اوس سے یہ سو د نہیں
بہاے سہل پر دے بیٹی دل اوس یار قاتل کو
وہ اپنا بوسہ لے لے جسے اور اب پیر دی دل کو

ولہ

عشق تخلص حکیم میر غزٹ اللہ خان مرحوم مال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *
بیل تو عبت پہولی ہے اوس گل پر کہ جب کو
کوشش شہزاہو نہ ذرا چشم حب ہو
آنکھوں سے نہ دیکھا ہو نہ کانوں سے سنا ہو

ولہ

قربان تخلص میر محمدی دہلوی عرف میر کلوش گروٹنا اللہ خان وراق *
ہاتھ پکڑا جو میں کس اسے واہ
کچھ دوانی ہوئی ہو لو دیکھو

<p>چو زرد و تلمو مرے میر کی قسم اکہ استا کوئی نہو و یکو</p>	<p>۱۷</p>
<p>مہر ز آتش کس نواب محمد حسن خان دہلوی مقیم بنارس قلعہ نواب شرف خان ہماضوہا</p>	<p>۱۸</p>
<p>اگر اپنے جوہر مارے ہی در او پر مرزا</p>	<p>۱۹</p>
<p>و مہدم او کو اوٹھاتے ہو مہلا کا ہے کو</p>	<p>۲۰</p>
<p>بہر اوستے آپ بلا تے ہو مہلا کا ہے کو</p>	<p>۲۱</p>
<p>مصحفی تحفہ خاص غلام مجددانی حال انکا پیشہ لکھا گیا ہے *</p>	
<p>وہ جو عاشق ہیں اینچو یا تہوں سے مصحفی قتل گاہ عشق کے بیچ</p>	<p>۲۲</p>
<p>پہنیک دیتے ہیں کات کو سر کو نہیں تکلیف دست و خنجر کو</p>	<p>۲۳</p>
<p>ولہ</p>	
<p>کیا یک کر گزرتی ہو وہی جان</p>	<p>۲۴</p>
<p>غرض ہو تھنا اپنے ہی ضد کی</p>	<p>۲۵</p>
<p>ولہ</p>	
<p>میرے نامہ کو سر ہی نہ پڑ ہو</p>	<p>۲۶</p>
<p>مدعا بھی نکل رہے گا کہ سین</p>	<p>۲۷</p>
<p>ہو چکی نامہ جب تمام تو عجب</p>	<p>۲۸</p>
<p>کر کے اول سے تا بہ آخر غور</p>	<p>۲۹</p>
<p>ولہ</p>	
<p>ارادہ کر کہ وہن شکو تو وہ ملتا نہیں مجھے</p>	<p>۳۰</p>
<p>نہ وہن کو صبر نے راتوں کو نیند آوے سناؤ اشد</p>	<p>۳۱</p>
<p>منہجہ رخصت نشی بہ اشد عرف میان علی جان حال انکا پیشہ لکھا گیا ہے *</p>	
<p>چو چاہوں دنگو تو آتی ہے لوگوں سے جیا جگہ</p>	<p>۳۲</p>
<p>کیا ہے او کی چاہت نے گرفتار بلا جگہ</p>	<p>۳۳</p>
<p>فائدہ مال ہو نصیحت سے</p>	
<p>عاشق خستہ حال و مضطر کو</p>	<p>۳۴</p>
<p>منہجہ کہتا ہے کیوں مثبت نا صحیح</p>	<p>۳۵</p>
<p>مومن کا خاص حکیم مومن خان مرحوم حال انکا پیشہ تحریر ہوا ہے *</p>	
<p>جب کہاتے کہ تم میرا دگر نا آشنا</p>	<p>۳۶</p>
<p>بے مروت بیو فایگانہ احباب ہو</p>	

تھکے فرمایا کہ میں تو خیر جو کہ ہوں سو ہوں	تم بھی تو بے چین ہو بے صبر ہو بیتاب ہو
تسلی بخشہ	افق اور ارق
جسکے قبضہ میں کہ ہے رشک جان شاخ	اوس سچا کا پڑا و صفت جو لکھن محب کو
صوت ہوتا رشاع اور ہونو رشید و دوات	پا بیہ ہر قسم سوزن عیسے محب کو

ولہ

جو بی وفا و نہ بین کستا ہوں میں تو شوخی سے	وہ کہتے ہیں ستواپنی زبان کو تمام تو لو
یہ بی وفا کے کہتے ہو خیر ہے صاحب	وہ میں نہیں ہوں کوئی اور ہو گا نام تو لو

ولہ

ہمارے حال کو یوں دیکھ دیکھ کر ہمد م	عجبت خموش ہو کہ یہی زبان سے کام تو لو
جو ہو سکے تو سناؤ کسی کو حال اپنا	نہ تو محبت تلی کسی کا نام تو لو
نصیر الدین بلوچ حال انکا پیتر رقم ہوا ہے	
تک اور منہ تو کر لے آئینہ نا انصاف	دیکھ تو ہم میں حجاب رخ دلدار کہ تو
درمیان سے سکندر رہے اوٹھائے کئے	دیکھنے کا نہیں میں اوسکی روادار کہ تو

ولہ

برقع میں نہیں ہے اوسکی جالی	تک دیدہ عورت تو جہانگو
کے ہے وہ شوخ خبثی میں	تارک جان عاشق ن کو
وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی حال انکا پیتر رقم ہوا ہے	
بے بار زوق کب ہے شراب و کباب سے	پروا نہیں ہے اب مجھے ساقی ہو یا نہو
خون جگر پیا نہو جسے وہ مے پیے	کہاے وہی کباب کہ جودل حبلا نہو

ردیف ہاے ہو

بقا تخلص محمد بقا اللہ موم حال انکا پیتر لکھا گیا ہے	
کہ اسی طرح کرے کشتہ حیرت اپنا	دبدم محب کو دکھا کر رخ یار نہیں

بہن یقین ہے کہ ملک نامہ اعمال کی حب	۳۲	آمرے ہاتھ میں دین روز شمار انگلیست
جہیزات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +		
و اسے حسرت کہ پہلے لیکے جب ازہ جو مر		لوگ سب روتے ہوئے کوچہ و لدا کی راہ
شور و غل شکے بھی از راہ تعاقب او سنے		نہ ذرا جوانک لیا روزن دیوار کی راہ
	و لہ	
آئے نظر کل ایک مرغ بین نا تو ان		مجھوں سے بھی فزون کسی بیمار کی شبیہ
نوسنگے جھکے گئے چوتھوں میں وہ		لو تم بھی دیکھ لو یہ ہے سرکار کی شبیہ
	و لہ	
شب وصال بین وحشی سا دیکھو دہشت		کھی ہے دیکھو بس آگے نہ تم بڑا دانا تہ
متھارے ماتہ نہ آبا ہوں بین نہ آون گا		مری بلا سے جو تم کات کات کھا دانا تہ
و فوق تخلص شیخ محمد ابرہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +		
بے باغ جہان میں بکھے کریمت عالی		گر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
لیتے ہیں شہ رخ فرور کو جھکا کر		جب کتنی بین سخی وقت کرم اور زیادہ
زکلیہ بخش تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +		
	و طعمی	
کہا زکلیہ نے ہے دہوان میری		گوڑے پاؤں میں نیلی ستری دیکھ
پہلے کچھ بڑا کے ہونٹوں میں		کہا میں نے کہ اپنی اڑی دیکھ
سو و تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +		
دوست حق میں رقی و سندان اپنی		کیا کہیں ہم کہ زمانے سے ہو کیا کیل کچھ
ضیعت و ناطق و سستی و اعطاش گنی		ایک گشتی بین جوانی کی بڑا کیا کیا کچھ
شاگرد تخلص منشی عبد السبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی		
	عصمت اللہ انج صاحب طبع سلیم بن	
کنے لگا وہ شوخ چہ چلا کے ناز سے		دیکھا جو بھکوا اور کسی نہ لقا کے ساتھ

<p>تلاش میں ملے اور ہو گیا</p>		<p>دوون میں حال آپ کا کچھ اور ہو گیا</p>	
<p>کبھی خوب ہم سے پیش قدمی کے لئے وفا کے لئے</p>		<p>تلاش میں ملے اور ہو گیا</p>	
<p>غور ہوں ہر تھک کو آزار رفتہ رفتہ</p>		<p>غور ہوں ہر تھک کو آزار رفتہ رفتہ</p>	
<p>کرتی ہے چشم بازی میں رفته رفته</p>		<p>کرتی ہے چشم بازی میں رفته رفته</p>	
<p>غربت کا حال حکیم غلام نبی مرحوم باشندہ رام پور شاہ حضرت شاہ رفیع احمد رفت</p>		<p>رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان گدڑ سے</p>	
<p>جب کہا سینہ بسینہ ہوئے اس طور سے</p>		<p>جب کہا سینہ بسینہ ہوئے اس طور سے</p>	
<p>ہوئے اس نازک سے چھاتی پر سینہ تھک</p>		<p>ہوئے اس نازک سے چھاتی پر سینہ تھک</p>	
<p>قوس کا حال انکا بیشتر تر ہو ہے</p>		<p>قوس کا حال انکا بیشتر تر ہو ہے</p>	
<p>محبت و عبادت سے رات کو نگرین نہ آپ</p>		<p>محبت و عبادت سے رات کو نگرین نہ آپ</p>	
<p>منہ ہے اور آگاہ نیلے بن اور کھنکھن سرخ بن</p>		<p>منہ ہے اور آگاہ نیلے بن اور کھنکھن سرخ بن</p>	
<p>محسن کا حال میر حسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سر پاشن ولد شاہ حسین</p>		<p>حقیقت شکر و خواجہ وزیر و رشک موصوفت باشندہ لکنؤ تذکرہ انکا</p>	
<p>نفس سے گدڑ</p>		<p>نفس سے گدڑ</p>	
<p>صاف ہے ہر شبہ گل پر عروسانہ بہار</p>		<p>صاف ہے ہر شبہ گل پر عروسانہ بہار</p>	
<p>دولہ گلین ہے بنا ت آج جتنی جاتی ہے</p>		<p>دولہ گلین ہے بنا ت آج جتنی جاتی ہے</p>	
<p>مصحف کا حال غلام محمد انی حال انکا بیشتر رقم ہو ہے</p>		<p>مصحف کا حال غلام محمد انی حال انکا بیشتر رقم ہو ہے</p>	
<p>خبر کے سر پہ وہ زما تاج خسرو می</p>		<p>خبر کے سر پہ وہ زما تاج خسرو می</p>	
<p>کبھی اب ادنی دہو ب بین جلی بن تیرا</p>		<p>کبھی اب ادنی دہو ب بین جلی بن تیرا</p>	
<p>مومن کا حال حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا بیشتر</p>		<p>مومن کا حال حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا بیشتر</p>	
<p>گدڑ میں بیٹے تھے کچھ اور اس سے وہ</p>		<p>گدڑ میں بیٹے تھے کچھ اور اس سے وہ</p>	
<p>ہم بھی ملگین سے بن تاج کسین</p>		<p>ہم بھی ملگین سے بن تاج کسین</p>	
<p>بولے بس دیکھتے ہی میرا منہ</p>		<p>بولے بس دیکھتے ہی میرا منہ</p>	
<p>صبح اڑتے تھے دیکھتے تیرا منہ</p>		<p>صبح اڑتے تھے دیکھتے تیرا منہ</p>	

<p>نفع تو اک عرن غیب بر کو دیکھ اسے پتنگ اپنے بال و پر کو دیکھ</p>	<p>شعبدہ شمع کا حصہ نیت نہ اس قدر بھی ملت پروازی</p>
<p>درویش ہے بین آہنا تک کے دیکھا جو کہیں جا کر کوئی دیکھو کہیں ہوسن تو نہیں</p>	<p>بیدم سا پڑا تو کوئی اس کو جی میں آتا اس دم کے مدد تو وہیں گبرائے کہاں</p>
<p>روایت ہے تختانی</p>	
<p>کیا ہے اور کون سا نام ہے کہ ہر شے وہ جو ہم کی سی جا رکھتی ہے</p>	<p>احسن تخلص مرزا حسن علی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے کیا ہے اور کون سا نام ہے شکل و وضع دراؤدیکہ تو رنگ اونکی خیم عبرت سے</p>
<p>احسن تخلص قاضی محمد صادق زمان مرحوم حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے</p>	
<p>سب سے پہلے جو یہ زندگی بہین ماضی ہے عمر جاودانی</p>	<p>نہیں ہرگز میں مطلوب کھفہ کہ آب خیر قائل سے ہر دم</p>
<p>مریبا نام کو کہیں روز بانی کہ جان بھد ہے تو یا ربانی</p>	<p>خانا نام سے ہوتا ہے وہ قاصد پڑا تک تر اول کو نہیں ہے</p>
<p>کیسے ہے قدر ہم زندگی نہیں ہے ہم ماضی و مستقبل</p>	<p>کیا ہے امتحان ہے جان میں موتے جہدم تو ہر شے ہیں سب لوگ</p>
<p>آزاد تخلص کیتان الکنڈر ڈوری حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے</p>	
<p>خود قاصد آپ میں نہ مریجاں نکالے قرگان نہ تو خیر بران نکالے</p>	<p>سامان قلم میرے لیے کیا ضرور ہے ابرو نہ تو تیج ستم ریز نہ سینچے</p>

امیر مختار علی ہاشمی مظفر علی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

بد مزاج آپ اگر بین تو ہمیں بھی کیا کام
خوش رہو خوش رہو صاحب یہ کہانی کہی
بے اہل جان سے کہو یا ہمیں دو باتوں میں
ہو سچا تو یہ عجائب سانی کیسی +

ولہ

اتنا کہوں غلام سے جو اس نرم بین چوچون
تقدیر کی ناسید سے طالع کی مدد سے
بڑا بڑا ہر کے یہ عشاق سے اچھی نہیں باتیں
کچھ خیر ہے صاحب کہ بڑے جاتے ہو ہر دے

ولہ

ای صنم بندہ درگاہ میں ہم جوت نہیں
تجلی جو بزم نہ اگر ساری خدائی چوٹے
حاکم خیت بین ہی مانگین نری کوچکی دعا
سلطنت پر نہ کہی ہوے گدائی چوٹے

اشفقتہ بخش عظیم الدین خان عرف بہوری خان دہلوی عزیز سعادت خان بن
مکرم خان شاگرد میر محمد سی مائل و فرزند علی مضمون قوم افغان سے تھے آخر ایام میں عمر کوئی
ترک کر کے کسب باطن کی طرٹ مشغول ہوئے تھے ان کے بیشتر مقطع میں زلف کا مضمون
ہوتا ہے صاحب دیوان گذرتے

کل بود عمر بزم میں کراوے کے سینے را ہ
فین سے کمین سے داوے حیلہ سے گماں سے
پوچھا مزاج آپ کا کس خیر سے ہے خوش
قصہ سے داستان سے حکایت سے بات سے
کھنے لگا بتائے ہیں آپ کس سے خوش
دشنام سے پیا پچھ سے گونے سے لائے
سینے کہا ادب سے کہ جو تیجے عطر
اپنے کرم سے لطف سے اور انقاس سے
پر تو رہیں وہ ہمیں جبین ہو کر بول اوٹھا
اس منہ سے اس شعور سے اس وایات سے

اصف مختار اصف الدولہ بہادر حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

ایک دن یار سے یہ سینے کہا
ابو ہم طاقت و توان سے گئے
ہنسے کہنے لگے کہ اے صفت
یہی کہ کہ لاکھوں جان سے گئے

افتاب مختار حضرت فردوس منزل ابوالمظفر مجاہد الدین شاہ عالم
بادشاہ غازی فرمان روا سے دہلی وصال انکا سلسلہ ہجری میں ہوا ہے

حال انکا مانند آفتاب عالم تاب کے روشن ہے محتاج بیان نہیں دیوان انکا
نظم سے گذرا

صبح اوٹھ جاؤں سے گزرتی ہے	شب دلا آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے	اتوار آرام سے گزرتی ہے

اقسوس مختص میر شیر علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

بیتے کہا جب اوس سے کہ اسے یار بیوفا	مجھے بھی تیرے دوستی دور و نہی رہی
ہنس کر کہاتے اوس سے کہ بس لگ نہ چل سبت	اسمین ترا اجارہ ہے جیتک رہی رہی

ولہ

میتے اوس سے یہ کہا چین بھی ٹپک د لگو	ایک ساعت بھی جو تو میری ہم آغوش رہے
سننے ہی ہنسکے وہ یوں کہنے لگے دور بھی	کیون رہوں تیری غل میں مری پاپوش رہے

ولہ

کون ہوتا ہے خاک کو بر الکتا ہے	آرزو تیری ہر اک شخص کو ای بار ہے
ہم کو کیا کام خریدار تر اعالم ہو	یا آلمی زری نت گرنے بازار رہے

ولہ

عیشے سوچ تجھ کو نامہ بردی شوق سر محبو	کوئی جہڑ کی کوئی گالی اگر اوس کی زبانی ہے
ادوانا زکی رسموں سے تو وقت نہیں مطلق	ارے نادان یہ تو عین اوس کی مہربانی ہے

ولہ

جوان کہا مینے کہ اب پردہ اوٹھا دے حجاب	عالم بیدار سے منہ کا چھپانا منع ہے
سنگینے کے یوں لگا کہنے کہتے کہتا ہے تو	یہ ہر اک کم ظرف کو جلوہ دکھانا منع ہے

الشیخ مختص مولوی عصمت اللہ حال ان کا پیشتر تحریر

ہو چکا ہے

وہ ہے اور عیش و طرب ہے اور ہر دور شہر ہے	نظر اپنے رنگ سے کہ چوتھی شہر ہے
مین ہوں اور رنج و اطم ہے دروہے فریاد ہے	نالہ و شور و جکاسے تہ بیتا بانہ ہے

ولہ

اوس طرف ناز واد ہے اس طرف شوق و نیاز	ہے شب متاب میں ہوں صحبت جاتا نہ ہے
باغ ہے نہ وہو ہے اور چھائی ہے گستا	شیشہ و جام و صراحی ہے خم و میا نہ ہے

ولہ

جسم یوں روح سے لگا کھنے	تن سے جب ہونکے بقیرار علی
چوڑ کر سناہ ایک عمر کا آج	حیف اسے جان غمگ رطلی

ولہ

جہاد وہ مایہ تاب و توان فرست ہو جب	نہ عاقت تن میں ہے اپنی نہ انگوٹھیں لبھارت
جگر بے چین دل بیتاب جان بوسیر ہے تن میں	نہ کہانا ہے نہ مینا ہے نہ سونا ہے نہ راحت ہے

ولہ

بغل میں تم جو بیٹھے ہو تو کیا ہی چین ہے دلکو	نہ اب و نہ اتر پنا ہے نہ وہ اسنو بہانا ہے
نہ وہ صدمہ نہ وہ ایذا نہ وہ بخش نہ وہ غصہ	نہ وہ فریاد و افغان ہے نہ اب وہ تملانا ہے

انشاء محکم میراث اللہ خان حال انکا پتیر تحریر ہوا ہے *

مجھے لپٹ کے آتے شب یار نے کہا	کیا جانے اندنوں کی یہ کیوں رات گھٹ گئی
کہنخت آہو آخل انداز خواب میں	ہے ہے خروں سج کی چھائی نہ بیت گئی

ولہ

کیا منہ بنا ہی ہوا شدری رکاوٹ	گو یا کہ آشنائی گا ہی تھی کسی سے
لوہا نہ جوڑتا ہوں بس کچھ جرم بخشی	تقصیر ہی تو مینی ہوتی ہے آدمی سے

پروانہ محکم کھن جو نہ سنکھ عرف کا کا جی ولد راجہ مینی بہادر بہادر تخلص
کہ آرکان دولت نواب شجاع الدولہ بہادر مین تہی شکر و سپ سنکھ دیوانہ شعر فارسی بھی
کہتے تھے نہایت شکیل جوان تھوٹا لہجہ جی مین انتقال کیا بعض تذکرہ والوں نے انکو میر حسن
اور مصطفیٰ کاشا کہہ دیا ہے اس پر اعتبار نہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

دیکھ تو ہے رست بازوں سے	تو نے آتے ہیچ ادائی کی
-------------------------	------------------------

ہم سے رکھ کر غبارِ خاطر میں اس کے دل آزار تو ہی کر ہضات عہد کیا کیا تھے اور قول و قرار	جا کر اغیار سے صفائی کی ہے یہی طرزِ دلربائی کی آہ تیر ہی بیوفائی کی
تجلیِ تخلص میر محمد حسن عوف میر حاجی مال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *	
جانبِ شہر عشقِ آمت حب رو کے بولا کہ اب تو جاتا ہوں	رہ تجلی یہ راہِ مشکل ہے خواہ آسان خواہ مشکل ہے
ترابِ تخلص شاہ تراب علی رحمۃ اللہ علیہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *	
ہیچمِ عبرت سے بننے دیکھا خوب کی طرفِ شور و غل ہے عیشِ خوشی پہول ہنسا ہے اور کلی چپ ہے	اس جہان کا عجیب عالم ہے کی طرف آہ و درد و ماتم ہے منہ پر دو نو کی رونی شبنم ہے
ولہ	
مر گئے ہم اسی فکر میں و اے حسرتِ تراب بارِ دگر	اسی حیرت میں ہم جہان سے گئے پہنہ آئے جو کوئی یان سے گئے
ولہ	
عاشق کو نہیں تاب جدائی کی زیادہ و کھلاوے جہلیک آج نکر و عدہ فردا	کوئی گوش گزار اس سے یہ کر دے کسی ڈوبے مشتاق تراشہ دیدار ہے کب سے
چا اضا حب تخلص میر یار علی ربیعی گو مال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *	
طوفان کے لگانے سے ہو گا نہ بیڑا پار وہ تو شرک تھی ماتہ پکڑ لیتے بید ہر مگر قم پانی پانی شرم سے ہوتے اجی فقط	دیکھا کیسے ساتھ تھا تالاب پر مجھے میرا تو ڈر تھا یہ تمہارا تھا ڈر مجھے میں ڈوب مرنے اتنی تھی غیرت مگر مجھے
ولہ	
حلوائی کی دکان کی پہیتی نہ کیوں کہوں ہے چاند اندر سا تو ستارے ہیں گویا لا	وزرات آسمان مٹائی کا ہتھال ہے شاخین کرن ہن اور یہ سوچ سہاں ہے

و کہ

تم ہو دانا ولایتی حشا غم	بو لو کیا وجہ تین چار گری
نہ گلہری نہ ہے ہوا چستی	خود بخود ٹوٹ کر انا رگری
جرات خاص شیخ قلندر بخش حال انکا پتیر تحریر ہوا ہے	
بہانہ کر کے پیاری کا وہ کیا کیا کر رہا ہے	خدا ناکر وہ اب اپنے تئیں بیاروا رہا ہے
کہ دیکھو اس کے ہسکو کون اس پر چلے کر رہا ہے	محبت آزدانے کا نیا یہ وہب نکلا رہا ہے

و کہ

ہاں پر روداد کے کمر اور دیکھتے بیان	چاروں میں جو تماشا سا دکھایا آپ نے
سینے پہلے بے شکایت پاس تھملا لیا اور آہ	لگ گیا جب دل تو یک پردہ لگایا آپ نے

و کہ

اسے تو قدرت کلی ہے اپنی صورت سے	اور اس گمان میں سو بچ جسم و جان یہ ہے
کہ اپنے دل میں یہ آپ بند کیا ہے دیکھو ہم	خیال بار کاشا یہ کہ امتحان پر ہے

و کہ

یہی ہم چیکے چیکے نہر کے آہن کہتے ہیں جرات	بہو کا سا کہو جو اس طرف وہ آن سکے ہے
خدا کیوں اسے لکھا گئے سے آنکر ملدی	سوسین دیکھو کینک ہاں کا فرمان لکھا ہے

و کہ

چوری ہے نہ دیکھنے پاتا تھا جو سیکھے	اب دیکھو اسکو جان مری نامی جاے ہے
نہیں کہ در تک بھی بانی نہیں تھے	اور وہ خوشی سے گھر میں تریو آئے جاے ہے

و کہ

خیرت زدہ تم دیکھتے کیوں کہتے ہو مجھکو	کیا جی لگی اوس پاس کہ جو دیکھو نہ بہاے
وہ اور ہیں رشتے میں جو نہ دیکھو کی الفت	مرتے ہیں اک بات پر ہم چاہتے و اے

و کہ

اتوجہات کی محبت مالت ہے	جی اوسے دیکھتے گہرا رہا ہے
-------------------------	----------------------------

دہم دم کہینچی ہے ایسے دم سرد	اشک گرم آنکھوں میں بہا تا ہے
بستر غم پر بڑھتا ہے پڑا	نہ تو مرتا ہے نہ چین آتا ہے
نیندا اور جانی ہے ہمایوں کی	ایسا راتوں کو وہ چلاتا ہے
ولہ	
نصیحت مان لو سیری ہو عاشق کہیں یارو	اوستا وگے بہت خواری بہت آزار دیکھو گے
لگے گی اگر سینے میں بھر جل جائیگا غم سے	بھنگے شہک آنکھوں سے شرہ خوار دیکھو گے
سر مانند کوہ پیو گے دل کو پہر نیا دے گے	بلا میں مبتلا ذرات جان زار دیکھو گے
جواہر جوتہ جو تہہ ہو مسکا دیکھا نیگا	جلے گا کچھ نہ چار اور رقم ناچار دیکھو گے
ولہ	
مرض عشق سے یہ حال ہر اہو کہ طلیب	اب تشفی کے لئے مجھ کو دوا دیتا ہے
اور صحت کی جو پوچھو تو کہے جو اس	ایسے بیمار کو اللہ شفا دیتا ہے
ولہ	
تھا وصل جن دنوں میں تو کہتے تھے دلیں ہم	صحبت ہماری جن کو بھی خوش کر لگی
سو خواب میں ہی اب نظر آتے نہیں وہ غلش	افسوس ہے ہماری ہی اوس کو نظر لگی
ولہ	
لوگ کہتے ہیں کہ چلتے ہو جی وان	انہی بیکانے سب اوس بزم میں ہیں آئی ہوئے
دل میں تو سوچ کے سہاگت کو رو دیتے ہیں	کیا کہیں اونٹے کہ میں ہم تو نکلائی ہوئے
ولہ	
کہ کہیں ہم ٹپکے وانے ہاں یہ کہہ سکراناں چلے	جی جلا کر خاک میں ہم کو ملایا آپ نے
تو بڑن چٹائیں میں لار کہتے ہیں سنا سے	ہم تو ہیں ایسے سے پر کیوں دل لگایا آپ نے
ولہ	
ہم عمر سے ہم کو دیکھنے کی	جس پر وہ نشین کی آرزو ہے
سو کیا ہے غصہ کہ آج تک بھی	پر وہی میں اوس سے گفتگو ہے

روٹنا اوسکا وہ میرا سنا نا اب کہاں	روکے کتنا ہوں یہی جب سے فراق یا رہے
ہاں وہ لڑنا ہی اوسکا تھا غنیمت وصل ہیز	صلح گوروتے تھے کیا اب جنگ بھی دشوار ہے

کیا بیان کیجیے جرات کے نہ انیکا سبیب	کوئی مٹیاب یہ کیونکر ترے در تک پہونچے
ہے یہ حال اوسکا کہ لستیرہ اوہر سے اوہر	شام سے قصد کرے ہے تو سحر تک پہونچے

دو چار قدم فرش پہ گل کے جوہر اگل	سوزا زو کر شمع سے وہ داکھن سنہاے
اللہ ری نزاکت کہ وہین آتش گل کے	گرمی سے پڑے پاؤں میں اوسکا کوئی چہاے

باری کچھ جذبہ دل نے تو اترا اوسکو کیا	اب جو اتا ہے سو فردہ یہ سنا تا ہو مجھے
منہ ترے گھر کی طرف کر کے یہ کتا ہو وہ خون	اس طرف کو کوئی کہنے لے جاتا ہو مجھے

سنکے جرات کا وہ ترانہ غم	بولا خوش کو اسیار گل لگے
مجھ کو سوائے خلق کرتا ہے	اسے ترے چاہنے کو آگ لگے

دم ہونٹو نیہ بیا محبت کا ہے تیرے	اے مست مے ناز و راو یکہ تو چیل کے
یان بادہ کشی میں نہو مہر و ف نکر ویر	وان جام ہے لیر زیبا و اکمین چیل کے

ظاہر میں گو نبولے وہ شوق یکہ ہنسنے	خوبونکی انجمن میں یہ آزما لیا ہے
عقہ ہوا اٹھ گیا ہے بس وہین جب کسی نے	افست سے پاس اپنے مجھ کو ٹہا لیا ہے

یار سے بین کہا کہ تیرے کیے	سیری آنکھوں سے خون جاری ہے
----------------------------	----------------------------

۸۳ کیون تجھے اتنا روزنا بھاری ہے	مہربانی سے ہنس کے کہنے لگا
ولہ	
آپ ہی اوٹھ گئے تھے کل تری بنیاری سے آج پھر آئے ترے کوچہ میں ناچار می سے	غلم کب ہمیں روا ہے کہ سنگرم تو آہ پیرہنے کے دل کے سبب کیا ہے
ولہ	
کل کسی شخص سے کہتا تھا نکل کر گھر سے لگ رہا تھا جو کوئی شخص کسی کے در سے	اپنے کوچے میں وہ عیار سنا کر یہ مجھے رات سنتے ہیں کہ لوگوں نے اوسو تاڑ لیا
ولہ	
بٹنے کہا کہ غیر سے پر تم میان سے آنکھیں ملا کے جو یہ کہا اوسنے ہاں سے	تہا جی میں یہ کہ مجھے مگر جاے اس لیے پر کیا کہوں کہ اپنا سامنے لیکے رہ گیا
ولہ	
ہو چین مرے دل کو خطا اوسکا اگر آوے تیرے نہ سنانے کہیں لے نامہ بر آوے	کہتے ہیں کہ مکتوب بھی ہے نصف ملاقات پر اپنے نوشتہ سے یہ خطرہ ہے کہ وان سے
ولہ	
افسوس کہی تو نے شگافی نہ خبر بھی گہرا کے یہ کہتے ہیں کہ ہے کہیں بھی	یہ حال ہے بیمار محبت کا ترے آہ لینے کہ جو غنچا رتے اوسکے سو وہی اب
ولہ	
برنگ شیشہ نے کیفیت اُسو بہاؤ کی نہ رونے کا فرا ہے کچھ نہ لذت سکرانوی	خوش حال اوسکا جو غنچا بہتی میں کہتے ہیں کہ شکل زخم ہم آفت رسید وگی یہ صورت ہے
ولہ	
سو اسی ہدم کمان نوبت رہی اُسو بہاؤ کی گئے وہ دن بھی اب طاقت جوتی روز و رات کی	بن اوسکو شغل گر یہ سے بہلا کچھ دل بہلتا ہے کہ خجرات نظر آتا نہیں کچھ تیرے غم پر

ولہ

کہا جو مینے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج	کہ مول آپ نے خنجر کئی دو دیار سے لیے
تو کیا کہوں کہ وہ منہ سے تو کچھ نہ بولا پر	نگاہیں بولیں کہ کتھے ہو کیا مٹھارے لیے

ولہ

چلو بخشو گنہ بندے کا صاحب	بٹھا واپنی محفل میں بلا کے
اوٹھا کر آنکھ پر دیکھو نبحیرت	تو بھگو مار یو گردن بٹھا کے

ولہ

شب جو کل اپنے مقابل ہو گئی ناگاہ آہ	چاندنی میں ایک صورت چمکی چمکائی ہوئی
اونکے دہرے سے کیا مینے لپٹ جائیگا	پر وہ نکلا اجنبی تو سخت رسوائی ہوئی

ولہ

گرچہ ہے وصل یا رپر یارو	بیشے کس طرح بے خطر کوئی
یہی دونوں طرف ہے ڈہر کا آہ	دیکھ لیوے نہ آن کر کوئی

ولہ

و اے قسمت کیا ہیں طالع ہاوش کیا کہیں	گھر میں بلو رہا تھا حیلہ مہرے باغ و یار نے
سو کیا ایک ہو مخالف ہے اور غمگین	آہ اوسکی عاشقی کا وہ لگے دم مارنے

ولہ

پہرے ہے دور دور اے و اے وہ اتنی کہیں	نہ وہ افلاس ہے ہے نہ رہا آشنا ہے
نظر یہ لگ گئی اونی جو اونکو وصل میں	کہا کرتی تھی کہ اتنی آہی کی ہے اتنی ہے

حسرت نکلیں مرزا جعفر علی حال اسکا پیشہ تحریر ہو اسے

صفا و خوبی خمار شش رنگ کو تیری	تہنا چہ پستہ دیکھا ہے قند و شکر آج
اوہر خونین عکس لالہ پروغ حسرت سے	اوپر خیل کو دیکھا زلف کا تیری پریان ہے
غرض مینے عروسان چین میں تیرے والدہ ہیں	گل و شبنم و بندہ ی قمری و طبع و نازان ہے
سوا اس کے جو کوئی دیکھتا ہے تجھ کو کہتا ہے	خستہ ہے پری ہے حر ہے نماز ہے انسان ہے

<p>نہیں آیا ہے اس نقشہ کا چہرہ دیدین آگے غرض جب عقل ہو جانی ہے حیران تب یہ کہتی ہے</p>	<p>فلک سے کیا زمین کو اور کیا مریاں ہے کہ حق کا پرتو ہے جس کا یہ جلوہ نمایاں ہے</p>
<p>ولہ</p>	
<p>گئے ہم اتفاقاً رات حسرت کے مزار اوپر تعجب نہ کیا کہوں کر دیکھا جو مرثد کو گر یک را کہ کا تو وہ بڑا ہے اور اوسمیں سے</p>	<p>جو دیکھا تو بشارت اش سوزان فروزان ہے بیجم و پوست بانی ہے نہ نام آخوان دان ہے سیارے آتش آوشتے ہیں اور یک اختر سا پہنا ہے</p>
<p>ولہ</p>	
<p>تم جو کہتے ہو کہد و حسرت سے آپ کا اسہن کیا لگتا ہے</p>	<p>آہ و فریادیاں کیا نہ کرے درد و دل کی کوئی دوا نہ کرے</p>
<p>حسن محخلص خواجہ حسن مرحوم حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے</p>	
<p>مدت سے ہوا تھام پہلو سے ہمارا دل سو جان ہی دان اپنی کہوئے ہم ای بارو</p>	<p>کوچہ میں خبر پا کر ہم اوسکے گئے لینے کیا پوچھو ہو اور اولیٰ لینے کی پری دینی</p>
<p>حسن محخلص میر غلام حسن حالی انکا بیشتر تحریر ہوا ہے</p>	
<p>پڑی رات داو و دستہ چہ مجب لگاتے ہی بس لب سے لب جی دیا</p>	<p>جو بوسہ کو اوس شیخ سے جا ارے حسن اور لینے کی دینی پڑی</p>
<p>ولہ</p>	
<p>یہ جو عالم کے ولیمین پرتے ہیں میر کمان و لوے جوانی کے</p>	<p>رات دن مجھ کو دبیاں اکا ہے یہ نقا صبا ہی اپنے سن کا ہے</p>
<p>حیران محخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد میر ب سنگھ دیوانہ بیشتر اضلاع صوبہ بہار میں رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے بہار میں ماری گئے قاتل کو بھی ساتھ لے گئے</p>	
<p>کہا ہے جو میرے گھر چلے تیوری کو چڑھا لگا کہنے مجھے کتاب میرے گھر چلے</p>	<p>اسمیں کچھ نہو کی مجھو ملی رہ و دم ادب تو سب ڈوبے دیکھو احتلاط کی خو ملی</p>

<p>ننگے دو کھنی کی گہات مری مرض کی دیکھی کہ امات مری نبدگی قبیحہ حاجات مری</p>	<p>نہیں حیران کو جو دیکھا روتے او کی خدمت میں ادب سے مینے میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ ندین</p>
<p>گر صبا کو ی بار میں گذرے دن بہت انتظار میں گذرے</p>	<p>دور و تحاصل حضرت خواجہ مہذب قدس سرہ حال انکا پیشتر تحریر ہو ا ہے + + یہی بینام دور و کا کہنا کو کونسی رات ان لیے گا</p>
<p>کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مری بخت سیہ کی تیرگی نے اور آؤ تے پسینوں پر پسینے کہ او بے مہربانہ خستہ کہنے مری جانب سے تیر و دلیں کہنے ارے ظالم تری کہنے درجی نے پڑے یہ زہر کے سے گہوت پیئے قرینے سے ہوے سب بے قرینے پہٹے جلتے ہیں ہمسایوں کے سینے بچھے بے تابی و بے عافیتی نے بہت الماس کے توڑے ٹکٹے بہت سی جان توڑی جاگنی نے طلوع صبح سے منہ روشنی نے یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے پڑے یاسین سر ہانے بکیں نے</p>	<p>کہوں احوذوق کیا حال شب بھر نتی شب و نال رکھا تھا ایک اندھیر تب غم شمع سان ہوتی تھتے کم یہی کہتا تھا کبر اگر فلک سے کہاں میں اور کہاں یہ شب لگتی سو اس غلٹ کے پردہ میں کیے ظلم عوض کس بادہ نوشی کے مجھے آج حواس و ہوش جو مجھے قریں تھے مری سینہ زنی کا شور سنکر اوٹھایا گاہ اور گاہ ہے بٹھایا کہا جب دل نے تو کچھ کہا کہ سورہ نہ ٹوٹا جان کا قالب سو رستہ بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی کہا جی تے مجھے یہ ہجر کی رست لگے پانی چوڑے منہ میں آنسو</p>

<p>لگا رکھی تھی میری زندگی سنے اذان مسجد میں دی بارے کسی اذان کے ساتھ مین و فرخی نے کہ خوشین ہو کر کہا خود یہ خوشی تے تری آواز سنے اور مدیتے</p>	<p>مگر دن عمر کی تھوری سی بانی کہ قسمت سے تزیب خانہ میرے نیشارت مجھ کو صبح وصل کی دی ہوئی ایسی خوشی اللہ کسبہ سو دن مر حب پر وقت بولا</p>
<p>معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی دابے ہوئے بغل میں مرا حی ثراب کی</p>	<p>ایو ذوق بس نہ آپ کو صوفی چکا نکلے ہو یکدیسے ابھی نہ چپا کونم</p>
<p>ہے بڑا وہ ہے کہ جہنگجو بڑا جانتا ہے کیوں بڑا کہنے سے تو اسکی بڑا مانتا ہے</p>	<p>تو ہلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا ایو ذوق اور اگر تو ہی بڑا ہے تو وہ سچ کہتا ہے</p>
<p>کہ رہا تہ لطف عشق کا آداب مجھے کیوں اس طرح سے زانو کٹنے داب نہجے</p>	<p>مین نہ ٹرا جو دم فوج تو یہ باعث عفا ورنہ وہ شوق کہ جو گل سے بھی نازک ہو سوا</p>
<p>گزرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے ترے ڈبو ڈکو وہ بھی تو زطوفان ہے</p>	<p>قدم بہن مال کے رکہ راہ عشق مین ایو ذوق جو کوئی آئینہ بے مور بھی ہے تو وہ</p>
<p>راستہ سختی خاص شیخ غلام علی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے *</p>	
<p>آلائش خواہش سے دل او کا تو بری ہے وہ مضطرب احوال چراغ سحر ہی ہے</p>	<p>راستہ کو کوئی حسرت عشقی نہیں صاحب اب تے ہے خواہندہ اک جنبش دامن</p>
<p>پہان کی رند افضل زمانہ ہوئے نہ گدا سے شراب خانہ ہوئے</p>	<p>شرف سیکدہ بیان کیا ہو غم شریف حرم کو یہ ہے کہ حیف</p>

ولہ

<p>وقت چلنے کو علاقوں کی غاش تازہ ہی خوشن جمع تہین دلمین سوکینا اوکو دوا</p>	<p>اس لیے جی کو ہر اک سے شے اوٹھایا بنے کوچ سے آگے ہے اسباب لٹایا بنے</p>
<p>آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ تھے اسے مگر کو اب یہ حالت ہے کہین چپ کے تری کو چین</p>	<p>رضا شخلص حمید الدین غفلت حکیم کلوجا ند پوری اور حال انکا معلوم نہوا + دو قدم چلے خیابان کے تلے بیٹھ گئی ہیں گنگا رجوا یوان کے تلے بیٹھ گئے</p>
<p>رند شخلص لالہ کیم نرین کتری دہلوی نیرہ راجہ بھی نرین ہمارا جلیت راسی کے رفیق تھے عجب میں اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے کلکتہ میں ہی آئے تھے آخر ایام میں ہو گئی میں سکونت کی تھی</p>	<p>نالہ طنبور جنگ اسے اہل غفلت تم سنو ہے سزا او سکی کہ روز و شب وہ باجو کو شمال</p>
<p>رند شخلص سید محمد خان حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے + سنو یہ سا کچھ بھی ہے یار و شنیدی کہتا ہے کیا وہ شوخ کہ جیتے ہیں زند کیا</p>	<p>کوش زد ہوتی ہے ہر دم نصیحت ساز سے راز دل ہے پر وہ جو کدے بلند آواز سے</p>
<p>اب تک وہ ایک ایک سے کرتے ہیں کرا واشد رند سے یہ توقع منتی مجھے</p>	<p>ہر چند ترک عشق کو برسوں گزر گئے کیا کیا کہا کرتے تھے پر کچھ نہ گئے</p>
<p>بھاگوں کس سمت کو ٹوٹے ہو کربین باجو گریز اک طرف سے ہے کیا ناز وادائے ترغہ</p>	<p>باتہ وہو کر مرے پیچھے ہیں طرہ مدار پری اک طرف لوٹ ہیں اپنے ہیں یہ دو چار پری</p>
<p>لاکھ بار اوس طرف سے گزرا تو فاطمہ درگستار یہ نہ کس</p>	<p>دفن جہا شہید الفت ہے مر گیا کون کسی تربت ہے</p>

	ولہ	کیا کہوں دل پہ کیا گزرتا ہے آج فرصت نہیں کل آئین کے
	ولہ	
یہ ناوک اٹھنی ہے فقط میرے دم تلک	پچتائی گا آپ بہت مجھ کو مار کے	ترکش کر سے کہوں کے پھینگو گے میرے ہونے
	ولہ	
بے مانو نگا ہر گز نہ مانو نگا ہر گز	بس اب بندر بجا بہن سارو تمہارے	میں سب سن چکا ہوں ندو جگر جھٹے
	ولہ	
حبیبیت کامیرے کرو تم نہ وہیا	کسی اور سے اب بھل جائیگی	نہیں رہنے کا بعد چند ہی یہ حال
	ولہ	
شب بصال کا کیا ماجرا بیان کروں	نیو چہیے حقیقت جیج جال ہوئی	سوال کہتے تو کہ شیا اوشی ہو چکا
	ولہ	
میرے ساتھ سوتا نہیں یا راکر	اسی بات کا نام تو رونا پڑا ہے	پہلے ایک جانب کو اونہا ہوا ہے
	ولہ	
عیش بے سبب بی جہت رہو ہو	یہی تو بڑی خوب ہے جانی تمہاری	بہلا تم ہی نصف ہو تہو ہو

نہ چہا مجھے کو چہ قاتل
آب و گل میں جو تھی وفاداری
مر گیا تو بھی میری خونہ گئی
خاک ہی اوڑ کے کو بکونہ گئی

زرنگین محاصل سعادت یار خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *

یک پر وہ نشین دیکھے دل نے کہا رنگین
نوبت جو اشارات تلک پہنچی تو وہین
جب حرف و حکایات بہم ہونے لگو خوب
مدت میں ملاقات میر جو ہوئی ہے
کیا خوب ہو گا اس سے اشارات کی ٹھہرے
اوسے کیا حرف و حکایات کی ٹھہرے
بولا کہ کس طرح ملاقات کی ٹھہرے
اب دل ہی کہتا ہے کہ اوس بات کی ٹھہرے

حورون کے عوض مجھے آ لہی
کب مجھ کو بہشت کی ہے خواہش
دنیا میں تو ایک نازنین دے
دنیا ہو جو کچھ سولا یہیں دے

زیرک محاصل مولوی حافظ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *

زیرک کل اک طرف کو میں کل خستہ دل
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو میں مرض کی
سنتے ہی در جواب یہ بولا وہ تند خو
لیکن یہ دیر سے اپنی محبت کے واسطے
باتا تھانا کہاں وہ پریر و ملا مجھے
کتک رنگیگا رنج میں تو مستلا مجھے
صحبت سے تیرے رنج نہیں ہے ذرا مجھے
اب نہو سکھائے تو مہر و وفا مجھے

سلیمان محاصل مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلیفہ الصدق حضرت شاہ عالم
بادشاہ آفتاب شاہ احمد وانشادت تک لکھنؤ میں جلوہ افروز تھے
کبھی دہلی اور کبھی کبہ آباد میں بھی رہتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے
شہر ہجری میں اکبر آباد میں رحلت کی اور وہیں مدفون ہوئے راقم نے
انکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے
دیوان انکا نظر سے گزرا

باتہ جب چاتی ہے اوسکے سینے رکھ کر یوں کہا
بوجہ میرے مانہ میں یہ جنت ہے یا طاق ہے

تب کہاں شکر یہ اوستے راہ شوخی سے مجھے	ایک ہی اشد اپنے کام میں توفیق ہے
سودا کا مخلص مرزا محمد رفیع حال انکا تحریر ہو چکا ہے *	
اگر دوسرے گور غریبان کو بین کس دیکھا تو ایک گورہ نرگس ہے سرنگون اوستے کہا غریزہ تو نرگس مجھے نہ جان جب میں کہا کہ میری طرح سرنگون ہے کیوں تب تو یہ اوستے مجھے کہا سن لے بے خبر عاشق تھا ایک کافر بے پیر کا یہ شخص سودا مجھے یقین ہوا تب سستی کہ آہ	یعنی وہاں بزرگوں کا اکثر فرار ہے یوچا میں اوستے یہ کہ تو کیوں نہیں سنا انگہ میں میں اوستے کیوں کہ جب کافر ہے اور اشد یہ کسکا مجھے انتفا رہے یہ بات تو ہر اک کے اوپر آشکار ہے اتنا وسیکا اسکے تئیں انتفا رہے عاشق کو بعد مرگ کے بھی انتفا رہے
ایک غماز نے اوس ترک پیر سے یہ کہا سننے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو	بے چو سودا کوئی شاعر وہ ترافتوں ہے باند بننا خونہ کمر اپنے نیا مضمون ہے
بولے ہی سنکے جو آتا ہے مرا کچھ نہ کہہ ر وہی سودا ہے نہ کوچے میں ہمارے جو غصہ	اوسکے آگے کسی تقریب سے گاہی گاہے نظر آتا ہے بے با حال تب ہی گاہے
اس میں حیران ہیں کیا جسے ہوئی جو تعمیر تین فو زربکف خجہ ترانہ بے میان گر اسی میں ہے خوشی دلی تمہاری تو خیر پہر کیا ڈھیل ہے سنتی ہی تو ہو بسم اشد ورنہ دل کہوں گے لگجا دنگل سے پیارے اتنے ہی بات کے کہنے میں کہ اوستے تو بہ کرتے ہیں تم کہاتے ہیں سنتے ہو تم	قتل کرنے کے لیے پرتے ہو تبار ہوئے ہر گزری سانسے آجائے ہو خو خوار ہوئے ہم بھی راضی ہیں کہ اس جینے سے بیزار ہوئے کہیں کچھ تیغ کو آجا دستگار ہوئے گو کہ ہم قتل ہی کرنے کے سزاوار ہوئے آہ اے اے جو ایسے ہی گنگار ہوئے پہر نہیں کہنے کے آگے کو خیر دار ہوئے

سوز تخیل ص محمد میر مال انکا شیر تکریر ہوا ہے *

دل میں ہو گریہ سوز غمت و جا ہے گا ہے	جزئی خاک در اے دوست رب کعبہ
ہو جو فردوس برین پہی نگاہ ہے گا ہے	نہ شفاعت ہو میر کی نہ تیرا دیدار

ولہ

اب بھی ملتے ہو بدستور کہ گا ہے گا ہے	ایک نے سوز سے پوچھا کہ منم سے اپنے
یوں اشاریے بتایا سر را ہے گا ہے	دیکھ کر منہ کو گڑھی ایک اور ہر کر دم ہر د

سوز تخیل ص مولوی عبدالکریم خلیف مولوی امام بخش صہبائی باشندہ تھانہ سیر مقیم دہلی
اشعار انکے فریاد ہوتے ہیں صاحب دیوان گزری

گزر اوج صبح گامان میں سخن گلستان سے	دیکھا مجھ تماشا طرفہ کسب نظارہ
رنگ چمن دو بالا تھارو کی دستان سے	یعنی کہ ایک بیل بیٹی تھی شاخ گل پر
گویا خبر وہ تھی تھی سوزش نہان سے	جون سوز سوز در دل اشعار میر لب پر
گویا کہ آتش دل تھی شعلہ زن زبان سے	اوسکے سخن میں جہم کیا کچھ بھری تھی گرمی
کہ دل ہی دل میں چلنا آہ شرفشان سے	کہ نالہ و فغان سے عالم کو ہونک دینا
کہ پیش پیشوں سے ٹکلیں تھے وہ خزان سے	کہ فصل گل سے شاواں کو تازہ بینوں سے
پوچھا یہ سینے اوس سے تو کہ تو کچھ زبان سے	اوسکو سچے کے اپنا بھر دو وہم مصیبت
اندوہ گینیاں ہیں غا ہر تری فغان سے	کیا حال ہے کہ تیرے وہ زفرے نہیں ہیں
سو گفتنی نہیں ہیں کیا فائدہ بیان سے	کہنے لگے کہ جو میری حقیقتیں حسین
اب راز دل چھاؤں اور تجھے راز دوان سے	لیکن نہیں مناسب بالکل ہی چپکے رہنا
یعنی کہ خستہ دل ہوں و رنگ اپنی جان سے	میری یہ ہے حقیقت میرا یہ ماحرا ہے
آرزوہ ہوں زمین سے آشفتم ہوں زمان سے	نئے بیٹنے کی جا ہے نے رہنے کا ٹھکانا
صیاد سے گلابے شکوہ نہ باغبان سے	انکے تو جو رہتے اک عمر ہو گئی ہے
یعنی بقول میر دل خستہ آسمان سے	اتہواک اور تازہ آفت ہے سر پہ نازل
رکھتی ہے چھیر میری خاشاک آشیان سے	جب کووندی ہے بجلی تب جانب گلستان

سوزاں بخش لکھنؤ احمد علی خان شوکت جنگ ولد مرزا علی خان لکھنؤ کے قلم منتخب
۹۳
سندرون میں تھے

مری سر کی ستم اٹھا کر نا کہ تہی ہے تری اپ چشم خونبار اور اے رنگ رو میری طرح سے حیات کو نہیں کہتا تو مجھے کسی بیدار خود ایسے سے شاید لگا کہنے نہ کہ طوفان سوزاں کہا نیے بھلا صاحب نہیں تو الم ہے غم نصیبوں کی طرح سے زیادہ شہر گیارہ دور کے ہیں	ترا دل کیا کسی پر بھلا ہے گر بیان تابدر من ہیٹ رہا ہے رنگ زعفران چہرہ ہوا وے تحقیق بھیج رہا گیا ہے تمہارا ہی کہیں باب دل لگا ہے وہ ایسا شہر میں کہ کون ہے تمہارا حال اب یوں کیوں ہوا نہ وہ فرحت نہ وہ اب چھاپا ہے کہیں نہ بنا کہیں رونما کیا ہے
--	---

شاہ کریم بخش لکھنؤ مرزا محمد علی شہت اور کچھ حال انکا
معلوم ہوا

کیا بوجھ ہے حال بلبلون کا گلچین تھے کیا تری ہلاکت جو اونہ گزرتی ہے گزرے کل توڑ کے تو تو گودو بہرے	شیفہ شہنشاہ نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے
ہم جو بحر کیسے نہ تو انی سے ہنسے کہنے لگے کہ مان چ ہے قصہ ہائے ستم سنائے رنگ تم مرے ناز کیوں اڑھانے لگے	دولہ
شہنشاہ وہ کہتے ساری عمر آخر کارے پرست ہوا دین دہری دیار سائی کی شان ہے اوسکی کہ پائی کی	

صاحب بخش مرزا قادر بخش خلف مرزا کریم بخش ابن مرزا خواجہ بہادر
نبیرہ مرزا مغالین جہانزادہ شاہ بادشاہ دہلی شاہ عبدالعزیز خان جہان

و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن اسکے نام و مشہور ہو لیکن
حقیقت ہین تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی کا لکھا ہوا ہے کہ عبارت اوسکی عبارت پر
گو اہی دیتی ہے

یہ گمان نہا کہ ہی کچہ نہ منت با ستے دل مین ارمان ہے اوس لطف ادا کا باقی اور کچہ کچہ اثر نشتر تمسب با ستے لب پہ بد رنگ سا کچہ پان کا لا کھا باقی تھوڑا تھوڑا سا اک انداز سے سرا باقی کاتنا شاق نزاکت سے وہ رستا باقی رنگیا اک کت افسوس کا ملت باقی	ہمیشہ لطف شب وصل تو تھا ہی کہ مجھے پر کہوں کیا دم رخصت جو فراتھا کہ مرے رات بہر جا گئی سے نیند کا آنکھو نیند نما بہینی بہینی سی وہ رنگت وہ پریشان ترکیب آنکھ کے دور و نیند کم کم سی وہ ہنسی کی نمود ایک ایک کام پہ بل بوتے کمر مین سوسو اب نہ وہ شب کا غم اور نہ وہ صبح کا لطف
---	--

صاحب قرآن محض سید امام علی ولد میر غلام حسین بلگرامی سادات رضویہ سے
تھے نصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ کو گئے تھے ہرل و فحش سے شمار انکو مملو ہوا
دیوان انکا نظر راقم سے گزرا

یو جہا صاحب قرآن نے جادوی سے نہنے ہوئے کہ دیکھو صاحب صاحب محض میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا	تیر سیچے یہ غار سی کیا ہے ہاتھ کنکھن کو آرسی کیا ہے
ترت صہبائی دیکھی کل رات دور سے جو جا کر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص	آئے نظر تجھے وان شمع و چراغ کتنے اک دل جلے ہے اوچین حسرت کو دن کتنے
صاحب محض میر وزیر علی لکھنوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے	
یار اللہ رے تراغ لم ماہر و اور بھی ہین دنیا مین	دیکھ یہ داغ دل مین کسا ہے یون فلک پر داغ کسا ہے
صنف محض سید فرزند احمد غلف سید احمد احمد محض داروغہ آجاری ضلع مونگیر باشندہ بلگرام مقیم آ رہ ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی	

سحر سے اور فارسی میں مرزا نوشہ غالب سے اور مرتبہ میں مرزا دبیر سے اصلاح لی ہے
صاحب دیوان وار و دقہہ بوستان خیال و فنوی عجائز کلیم ہیں راسم کے احباب
میں ہیں شعر اچھا کہتے ہیں

غیروں سے گھر چلے سے اون سے کچھ روزوں میں دیکھتا کہ ہر بات کہتے ہیں جسکو وصل کی شب	اب اونکو بھی چاہ ہے ہماری حسب و خواہ ہے ہماری انشاء اللہ ہے ہمارے
---	---

طالب کمال صاحب حافظ شیرانی مرحوم باشندہ راسپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق
علوم عربی و فارسی ہیں دخل معقول رکھتے تھے شعر بہت خوب کہتے تھے اعلیٰ
مادرزادہ شہسما کے سمجھنے میں استاد تھے صاحب تذکرہ گاشن بیجا نے
چراغ کا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے صاحب دیوان گذر سے

تم لکھتے بندوں چلے آئے مری مغل میں رت میں ہی کچھ مانع نہیں تقصیر بیان و نوکی ہے	میں ہی گیل کیلاتا میں کچھ باتا پانی ہوگی بیوقوفی سے مجھے بے حیا فی ہونگی
--	---

طالب کمال صاحب مرزا محمد اسماعیل عرف مرزا جان حال انکا بیشتر سحر پر موجد ہے
سین اچھا ہدم کیا تھا دیکھنے کو در پہن او
یہ منہ پا کر جو بلا میں کہ چلیے بندہ خانے میں

میں نے جو کہا ہے میں ہے اب بوسونکو مارے تب بٹسکے لگے کہنے بھی آپ سے ہوگا	کر ڈالوں تری چاہہ زرخندان کے ٹکرے کہا ناٹک اور کرناٹک دان کے ٹکرے
---	--

نقش پاکی تلاش کا اوکے دراغ دل کا چراغ ماتہ میں لے اسمیں وہ شمع و اگر اوکو گھر کے لوگوں سے تب وہ بولکویں	جب پیش کو خیال آتا ہے رات کو اوس گلی میں جاتا ہے روزن در سے دیکھ پاتا ہے اپنی آواز سے سنا تا ہے
--	--

<p>قطرہ بخشش کہ فی ہذا کار سے چراغی دو</p>	<p>انفخ بندہ فقیہ جاتا ہے</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>بیشتر از بیست چہا ہے دنگو اپنے ہوئے ہیں خور و کتے خریدار کوئی دو بوتے دیتے ہیں کوئی حیار سو یہ ہے عرش خدمت میں ہمار تو اب اس سے بھی کچھ بڑے زیادہ</p>	<p>بہا اس خبر کی کی بوسہ پر ہے شنا سائی میں جن جنکو نظر ہے وے اپنا ارادہ بیشتر ہے کہ لینا آپ کو منظور کر ہے یہ جہ نیلگون نیلام کر ہے</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>کہا چو دل سے چل چھو تاشاک و کھا لاؤں لگا گئے چلش میں گہر سے باہر کس طرح نکلوں</p>	<p>یہ کاکل عرق آلود وہ گہر دن جھلکتی ہے اندھیری رات ہے بہتات ہو کبھی چمکتی ہے</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>ہو اکی تو محبت کا اثر اوسکو کہ سنتے ہیں نظر کر بیدار ہون کی طرف حسرت سے کہتا تھا</p>	<p>طبیعت نے جو دہی تکلیف اسے کل پہنچائی کہ اس میں شکل کچھ کچھ ملتی ہو اوس میں پشیمانی</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>نہ آشنا ہے کسی کا چلش نہ کوئی دوست یہ حال چھوڑیں نہ ہو گیا مرا لیکن</p>	<p>رجعت ہر ایک سے دل بستگی رہی میری کہتے آں کے اک دن خبر نہ لی میری</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>ترجی آناش میں آوارگی سے لیل و نہار کٹی ہے داری ایک روان ہے بڑا کرتے</p>	<p>نیوچہ شکل ہے جو کچھ کہ اب بنی میری رنگ شیشہ ساعت یہ ہر گھڑی میری</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>میں تو ناتق یہ قصہ کہ کہہ کر رقمہ رفتہ کہی سچہ لو گے</p>	<p>تم سے کتنا ہوں مدعا سچہ ابھی تو آپ کی بلا سچہ</p>

وہ	وہ	وہ
وہ	وہ	وہ
وہ	وہ	وہ
وہ	وہ	وہ
وہ	وہ	وہ
وہ	وہ	وہ
وہ	وہ	وہ
وہ	وہ	وہ
وہ	وہ	وہ

لگے کہنے کو طیش سن تو میں یہ حیران ہوں | بچے کچھ یاور بھی ان باتوں سوا آتا ہے

ولہ

مہر طرب ناز ہے بہشت کی دہو م | سیر میں ہے ہر اک تماشا کی
گنتے گل و جوہیں بہشتی پوشش | دل میں کہتی ہے جلی رشت کی
کہتے ہیں ان کریمے ہنس ہنس | دیکھ کر میری ناشکیبا کی
ہو مبارک تہیں جنوں طیش | پڑتی رت نئی ہمارا کی

ولہ

کیا بیان کیجے شرارت آہ اوں عیار کی | قہر ہے آفت ہے ظالم ہے بلا انگیر ہے
تیزی ترکان کی تعریف اوں کے حب کرتا ہمار | طعن سے کتاب مجھ کو تو بھی کتنا تیز ہے

ظفر شخاص جنت آرمگاہ بہادر شاہ حال | کا پیشتر تحریر ہوا ہے +

رستم شوق کو مرے قاصد | کتب یکو دکرانے لے جاے
کہیں اب نہ مرے خط کا | کوئی مضمون اور ان کے لے جاے

ولہ

گلی میں بار کے ہم تاج شیکو اے جہد م | بتائیں کیا کہ کہہ رہے گئے کہاں سے لگے
سبیا کی طرح سے انگونہیں سب کے ڈال کاٹا | نظر بچا کے ہر اک وہاں کی یاسبان سے لگے

خزیر شخاص بہکاری لالہ لعلی شاہ کہ حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ +

آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں حسین | یوں ہی ہمیشہ مضطرب امی رشک ماہ تھی
اب ہجر ہے تو حسرت دیدار لی ہے جی | جب وصل تھا تو شہتہ تیغ نگاہ تھی

عالم شخاص مخدوم اعظم نجم الدین ویر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ | معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبداللہ بیگ خان اولاد میں ازرا سیاب کے ہیں مولد انکا
اکبر آباد مسکن دہلی طبیعت انکی نہایت دشوار پسند ہے اشعار فارسی ان کے قطری
ترشیری اور میرزا عبدالقادر بیدل کے اشعار کے ہم پہلو ہوتے ہیں اور اشعار اردو
رتبہ بلند رکھتے ہیں اور اعلیٰ میں اردو غزل میں سد شخاص کرتے تھے بڑا عمدہ گدرا

کہ کلکتہ میں ہی آنے سے راقم کو دہلی میں رہنے کے ہنگام میں انکی خدمت میں نیاز حاصل ہوتا
کلیات انکا نظر سے گزرا

پہر کھلا ہے در عدالت تاز	گرم بازار فوجدار سی ہے
ہو رہا ہے جہان میں اندھیر	زلزلت کی پہر شہتہ داری ہے
پرویا بارہ جگر نے سدا دل	ایک ذیاد و آہ و زاری ہے
پہر ہونے میں کو آہ عشقی طلب	اشکباری کا حکم جاری ہے
دل و فرگان کا جو غم نہ نما	آج پہر اوسکی رو بکھاری ہے
دل	

اے تازہ واروان لباء ہوا سے دل	زخم مارا اگر تمہیں ہوس نا و نوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو	میر سی سب جو گوش نصیحت نبوش ہے
ساقی مجھ کو دشمن کیاں و آنکھی	مطلب ہنمہ رہنمہ نکلیں و ہوش ہے
باشکلو دیکھتے تھے کہ ہر گوش لباء	امان ماغبان و کفٹ گلفر و شس ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صدای چنگ	یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا صبح دم جو دیکھتے آکر تو بزم میں	نے وہ سرور و سورنہ جوش و خروش ہے
واع ذوق صحبت شب کی جلی ہوئی	اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے
دل	

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نے بہشتین	اگر تیر میرے سینے میں مارا کہ مایا ہے
وہ سبزہ زار مایا مطرا کہ ہے غضب	وہ تازنین تباں خود آرا کہ مایا ہے
صبر آزا وہ او کی نگاہیں کہ حق نشنہ	حقاقت رہا وہ او کا اشار کہ مایا ہے
وہ میوہا سے تازہ و شیرین کہ وہا وہ	وہ باد مایا سے ناب گوارا کہ مایا ہے
دل	

بے جو صاحب کی کف دست پر یہ مکتبی دلی	زیب و تیا ہے اسے جس قدر اچھا کیے
--------------------------------------	----------------------------------

<p>نامہ نگشت بدندان کہ اسے کیا کہیے مہرکتوب عزرائل گرامی کہیے مسی آلودہ سرنگشت حسنان کہیے قائم دست سیمان کی مٹا بہ کہیے اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجیے وضع بین اسکو اگر تجھے قاتل تر باق صومہ میں اسے ٹھہرائیے گر مہر ز کیوں اسی قفل در گنج محبت کہیے کیوں اسے کوہر نایاب تصور کیے کیوں اسے تکریر اسیر لیسید کہیے بشیر اور کی کف دست کو کچھ دل فرغ نامہ سر گریبان کہ اسے کیا کہیے حرز بازوئے شکر قان خود آرا کہیے داغ طرف بگر عاشق شہید کہیے سر چہان پر ز اداسے مانا کہیے نافہ کہہ کے سب بان غنن کا کہیے رنگ میں سبزہ نو خیز سیجا کہیے سیکہ سے میں اسے خشت خم صبا کہیے کیوں اسی نقطہ پر کار متنب کہیے کیوں اسے عروک دیدہ غنقا کہیے کیوں اسے نقش بیٹے ناقہ سما کہیے اور اس کی سیاری کو سوید کہیے</p>	<p>نامہ نگشت بدندان کہ اسے کیا کہیے مہرکتوب عزرائل گرامی کہیے مسی آلودہ سرنگشت حسنان کہیے قائم دست سیمان کی مٹا بہ کہیے اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجیے وضع بین اسکو اگر تجھے قاتل تر باق صومہ میں اسے ٹھہرائیے گر مہر ز کیوں اسی قفل در گنج محبت کہیے کیوں اسے کوہر نایاب تصور کیے کیوں اسے تکریر اسیر لیسید کہیے بشیر اور کی کف دست کو کچھ دل فرغ نامہ سر گریبان کہ اسے کیا کہیے حرز بازوئے شکر قان خود آرا کہیے داغ طرف بگر عاشق شہید کہیے سر چہان پر ز اداسے مانا کہیے نافہ کہہ کے سب بان غنن کا کہیے رنگ میں سبزہ نو خیز سیجا کہیے سیکہ سے میں اسے خشت خم صبا کہیے کیوں اسی نقطہ پر کار متنب کہیے کیوں اسے عروک دیدہ غنقا کہیے کیوں اسے نقش بیٹے ناقہ سما کہیے اور اس کی سیاری کو سوید کہیے</p>
<p>حافظ شہر آتی طالب اسکے بیشتر اشعار میں موت کا منہ بولتا ہے شہر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزشتہ</p>	<p>حافظ شہر آتی طالب اسکے بیشتر اشعار میں موت کا منہ بولتا ہے شہر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزشتہ</p>
<p>صدا یہ کانین آتی دمان تربت سے یہاں کے ہوگی اسات حریب قامت سے</p>	<p>سکندر آئے زمین تپتے جو تائب گور سبھی اب کچھ کام دوسرے سے پیا نہیں</p>
<p>کرو کا کیا کوئی ہستیوں تر و اتی سیمہ باندہ نہ نہیں سیکر باندہ جو مرنے پر کرب باندہ</p>	<p>دہن کے دھنک میں حیران ہیں تیرے کچھ دہن کی فکر میں ہے تیرے شوقی عدم پر</p>
<p>انصاف تو چھوڑ مروت اگر گئی وہ کیا ہوئی تباہ وہ الفت کہ ہر گئی یوں ہی گزرتی مری دون بھی گزرتی</p>	<p>تسنا اگر میں یار کو پاؤں تو یوں کون آخر فنا ہی ہے اسے کیوں بہا دیا مجھے جو پیتے تھے تیرے مال شکر ہے</p>

<p>کل دیکھتا ہوں کیا کہ سر راہ ایک شخص میں یہ دیا جواب کہ سنتا ہے اے غریب خانہ بچانہ یا رکا کر تا گلہ پیر و ن میں وہ ہوں عندلیب کہ گلزار دہر میں تنہا نہ گل ہی دیکھ کے دل باغ باغ ہے</p>	<p>کہنے لگا نغان نہیں شا کی تو یا ر سے ہے دور مرتبہ مرا صبر و تہا ر سے یہ تو نیت بعید ہے میرے شہ ر سے مجبو فاش نہ ایک سے ہے نے ہزار سے انکھیں بھی لگ رہی ہیں مری نو کی خاک سے</p>
<p>رات اوس سے کہا میں کہ تری کو چین بیا کیا ہو جو تک اک سنی تو احوال کو اوس کے ہو ایک ستم کش تو کوئی داد دے یا ن تو</p>	<p>قائم بخش محمد قیام الدین مرحوم مال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے قائم کو بہت دیر ہوئی داد طلب ہے بولا کہ تری فہم سے یہ بات عجیب ہے لے صبح سے تاشم ہی شور و شنب ہے</p>
<p>کہا میں نے قافل سے قدرت کو ظالم لگائی نہ ایسی کہ ہو کام اوس کا سمکتا ہی چوڑا اوس خاک و خون میں لگا کہنت بول تو ذوق میرا</p>	<p>قدرت بخش صاحب شاہ قدرت اللہ مرحوم مال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے تری تیغ سے ہے مگر آزمائی میں دیکھی تری بس بہتر آزمائی کہ تیغ ستم اور پر آزمائی حیدر آزمائی او دہر آزمائی</p>
<p>قدرت تک کہوں چشم عبرت جو نقش قدم ہے اس زمین پر</p>	<p>کر فکر سراغ رہروان ہے آئینہ حال رنگان ہے</p>
<p>کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے گر میرے تو کس عشرت سے کچھ زندگی صبح سے تاشم چلتا ہوں کلکون کا دور سنتی ہے عبرت یہ بولی یک تاشم میں تجھے</p>	<p>کیا ہی ملک و مہ ہے کیا سر زمین روس ہے اسطرح آواز طبل او دہر صد ای کوں ہے شب ہوئی تو ماہر دیون سے کنا روں ہے جیل دکھاؤں کیا تو اپنے از کا مجھوس ہے</p>

لیکے یکبارگی گورنریاں کی طرف مرفقین و وقین و کلا کر مجھے کہنے لگے بوجہ تو اسے کہ جاہ و شہرت دنیا سے آج	جس جگہ جان تھیں سو طرح مایوس ہے یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ لکھنؤ کا ہے کچھ ہی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے
--	---

کامل تحلیص مرزا کامل بیگ اور کمال کا معلوم نہوا مہرگان سے گریچے دل ابرو کرے ہو ملک سے کنے لگا کہ تیرا کس جہت ہو دھڑ خالی	یہ بات اس سے کہ جب بیٹے داد چاہی ملو اور نہ کہنے تو کیا کرے سببا نہی
--	---

مجرعہ تحلیص مولوی حافظ حمید الدینی باشندہ رامپور خلف مولوی حافظ حبیب اللہ
مہر مرقم برادر خود و شاگرد مولوی حافظ رشید الدینی و شہت اولادین حضرت
مجدد الف ثانی کے علوم فارسی و عربی بین اچھا داخل رکھتے ہیں ہر دو زبان فارسی و
اردو میں شعر و مضمون و آداب رکھتے ہیں کلکتہ میں بھی آئے تھے کئی برس ہوئے کہ وطن کو
چلے گئے راقم کے دوستوں میں ہیں

اوس سرمہ و گیسو و سی سے پیا سون کے لیے ہو سر خروئی ہے را کب ذی الجناح یہ دل فرگان ہے تری او ہر صفت آرا حملہ ہے حملہ شامیوں کا زخے میں وہ نازش و ادا کی ہے شکر شام گیسوے یار	کو چہ ترا دشت کر بلا ہے جو ہر دم تیغ نے کیا ہے تاوک جوڑا جہد اہو ابے گیسوے او دہر ستم بیا ہے تنہا کا صفوں کا سنا ہے سید کے بقول کہ رہا ہے سادات کا قتل کب روا ہے
---	--

مصحفی تحلیص غلام مہدانی حال بر حید ہے اوسکی برادر اشوح پر دانتوں تلے زبان و بانا	انکا پتیر تحریر ہوا ہے منظور جو اپنا اک ستم ہے بید ادب ہے قہر ہے ستم ہے
--	---

اندازین نگاہ میں مارا بڑا کوئی گردن کیسی تیغ تنافل سے کٹ گئی	ولہ
---	-----

<p>دورات اس گل میں ہی ماجرا رہا</p>		<p>۴۰</p>	<p>کلب عاشقوں کے در سے تری بہتر چٹ گئی</p>
<p>ولہ</p>			
<p>غنیچہ گل کی چولی سکی دیکھ</p>	<p>عقل بھولی ہے عند لیون کی</p>		
<p>ماتے دیکھی نہیں اونہوں نے مگر</p>	<p>وضع دلی کی جاہلہ زیون کی</p>		
<p>منت محاکص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک اشعر امرید مولانا خضر الدین قدس سرہ</p> <p>ش اگر د میر نور الدین نوہد و میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشمد مقدس مولہ</p> <p>سو فی بت دہلی میں تربیت پائی تھی لکھنؤ میں جا کر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا</p> <p>کلکتہ میں آکر شہدہ بارہ سواتھ بھری سین فوت کی ریختہ بہت کم کتے تھے اشعار</p> <p>فارسی اورنگ زیب دژہ لکھ کے ہونگے</p>			
<p>کڑے ربیے جو اونکے نرم میں تو یوں لگو کئے</p>	<p>دکھاتا ہے یہ اپنے بانوں کیون ناخکی کڑا تھی</p>		
<p>جوانی بات سنکر بیٹہ جانیں تو لگے کہنے</p>	<p>نہی سے کہتے ہی اکبات کے بس آ بیٹھے</p>		
<p>منحور شخص شمس الدین عرف بیان علی جان ریختی میں دو گانا منکھل کرتے ہیں</p> <p>جال انکا پختہ تحریر ہوا ہے</p>			
<p>سو بہا فی تھے گراتے تو ہزاروں ڈوبتے تھے</p>	<p>لاکھ صورت سے اچھی بات بنائی ہوتی</p>		
<p>اے منم نہ کو جو آنے کا ارادہ ہوتا</p>	<p>تم نہ رکتے کہی مانع جو خدا لئی ہوتی</p>		
<p>ولہ</p>			
<p>کل اون سے جو محفل میں کہا میں کہ غافل</p>	<p>جینے کی مجھے غم سے ترے پر گئے لالے</p>		
<p>سننے ہی لگے کہنے وہ منحور سہون سے</p>	<p>لو اور سنو یہ بھی ہوئے چاہنے والے</p>		
<p>ولہ ریختی قطعی</p>			
<p>رات کو اک نگوڑے نٹ کٹ نہ</p>	<p>سمیں میں پاکے بے حجاب مجھے</p>		
<p>مچھیاں لیں گلے سے لپٹا کے</p>	<p>پہر لیا زانو ٹخنوں داب مجھے</p>		
<p>نشین کین ہزاروں قسین دین</p>	<p>کر کے چوڑا مگر خراب مجھے</p>		

<p>میر محمد تقی حال انکاپیشتر تحریر ہوا ہے +</p>	
<p>اک شخص مجھے ساتھ کرتا تھا جسے یہ عاشق یہ کہے ہیں روایت لگا کہنے نہ کہ میر</p>	<p>وہ اوسکی وفایت کی وہ اوسکی جوانی ستائین بن ظلم رسید وکی کس کی</p>
<p>ولہ</p>	
<p>تراشکوہ مجھے نہ میرا بھگے نہ بکو مسجد ہے ممکونہ نہ</p>	<p>چاہیے یون جوئی حقیقت ہے دراغظ اپنی اپنی قسمت ہے</p>
<p>ولہ</p>	
<p>میں بے نواڑا تھا بوسے یہ اون لبوں کے رجب ہی لگ گئی جب دسے کما کہ کوئی</p>	<p>ہر دم ہی صد انہی دسے گزرو مال کیا ہے پوچھو نوشہ جی سے انکا سوال کیا ہے</p>
<p>نامہ شخص خالص شیخ امام بخش حال انکاپیشتر تحریر ہوا ہے +</p>	
<p>لج کو اسے بہ جینو متل ہے سکو یہی جائے آئینہ ہے کل آئینہ زانوہ</p>	<p>چہرہ ہے اورانہ ہے زلف ہے اورشانہ ہے اور عوض شانہ کے ٹکرے استخوان شانہ ہے</p>
<p>ناظم شخص خالص نواب یوسف علی خان بہادر والی رام پور حال انکاپیشتر تحریر ہوا ہے</p>	
<p>میں سمجھتا تھا کہ وہ خوش ہوئے غیر سنتے ہی ہوا شادی مرگ</p>	<p>میرے مرنے کی جو شہرت ہوگی خاک اب اوٹلو مسرت ہوگی</p>
<p>نامی شخص خالص مرزا جام الدین حیدر خان لکنوی ولد مرزا محمد غیاث شاگرد میر حسن خیلیق مرتبہ گوشہ کے خوب ہوتے ہیں</p>	
<p>کیا قطعہ بوقع یہ میرا سینہ کل ہوتا ہو جاؤ گے صورت سے خفا یہ کیوں کہیں</p>	<p>سینہ دھڑکتا ہے کی آئے سر کوستے کسو کے سوئے ہوئے آئے پہلو سے کسو کے</p>
<p>ولہ</p>	
<p>نشان باقی رہا جہانم کسا دار خالی ہوتا پتا آئندہ اسکندری نہ جام جم کا ہے</p>	
<p>نہی درپے کیں کس قدر بہ دور گردون ہے نہ باقی طاق نوشہ دان ہے نہ قصر فرہ و کجا ہے</p>	

نہ عذرانے دے من ہے اور نہ شیریں ہے نہ ہویا لیلے
نہ واسق ہے نہ ہے نل کوہ کن ہے اور نہ مجنون ہے

ولہ

جان کنی روز روز جان کا ہے
کوئی تیرا تو خدا کے لیے

ولہ

زہم سے کہ تم اوٹ آنے ہو گہرا ڈھولے
نشتہ کی بد مستیوں میں مانتا پانی کس کی

ولہ

کافروں کی ضد سے ہو جاؤں سمان آخرش
پیر غم عشق بتان میں شعلہ زن ہو و اگر
پیر تیرا کو دل نہ رہن میں یا سب عیاریاں
اونکی صورت ہونہ مجھ کو التفات اونکی طرف
ساتھ اونکے زلف کی صحبت کروں کیا کیا بیچ
لاکھ چاہیں وہ نکالیں پر نہ نکلو نہیں کبھی

ولہ

اونکو ٹھیکے واوچہ دم شب وصال
مانہو نکو تفس جھٹک کے خفا ہو کے بول اٹھے

ولہ

اوسکو نہ کا کاس سہرا دیکھ
بر پر واز اب نکالے ہے

ولہ

سچے اوسکو نہ اہور شک لیلے
جسے تو سینگ سمجھے جو وہ ہیں خار

ولہ

چہ مجنون وشت میں آیا تو کمرے
لے ہیں باون میں نکلوں سر سے

کہوں تجھے نصیر اب کیا ہو چہ احوال وقت کا
فلک مل بھیگی لب دی ہے اوس سے ایک دم خالی
وہاں وہ آنکھ دیکھ ہے یاں ہم سر زانو ہیں
نہ یک دم کی اوس سے فرصت نہ اک کھٹیں ہم خالی

ساتی ترے بغیر گلستان و ہر مین
کٹتی اب اس طرح سے یہ شام و گچا ہے
ساغر ہے داغ شیشہ صبا ہے آبلہ
بارش ہے اشک ابرسیہ درد آہ ہے

جہانی بہت سی منزل دنیا کی خاک راہ
نقش قدم بھی ایک نہ آیا نظر مجھے
کیا جانے اب کہ یہ وہ کئے حیف انھیں نصیر
یاران رشتگان کی نہیں کچھ خبر مجھے
نکمت محض مرزا نماز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان ترجمہ
سکندر نامہ و فرہنگ معطلیات زبان اردو ان سے یادگار ہیں

گلستان مانگ بے بلال ہوین
مطلعت ہے ماہ سیما ہے
لب سیما ہے لب بہ رنگ سی
سایہ قاست سیما ہے

واقف محض واقف شاہ غازی پوری حاضر سودا و میر تقی میر کچھ روزوں
فیض اکا و دنیا رس میں بھی رہے تھے آئندہ عمر میں لکھنؤ میں وفات پائی

یاران ہنشین در فیکان دوستدار
سب آشنا بن زندگی ستار کے
جب مند گئی ہر آنکھ تو ای دوت بوند
ہٹکے بے پاس کون کیسے نرا کے

خاتمہ الطبع

اور وادگر استائش کہ این زیبا گلہ ستم جان نواز مجموعہ قطعات ہستادہ لہو و زبان
موسوم بہ قطعہ منتخب در مطبع نامی گرامی جناب معنی القاب نشی نول کشور کشتو
ماہ جولائی ۱۳۵۴ مطابق شہر جادی الاولی ۱۳۵۴ ہجری از قالیطبع برآمد و
مقام آرا سے جہان گردید

